THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, February 10, 2014

(101st Session)

Volume II, No.05

(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-II	SP.II (05)/2014
No.05	15

CONTENTS

			Pages
1.	Recitation from the Holy Quran		1
2.	Leave of Absence ………………………................................		2
3.	Legislative Business:		
	i)	Senator Haji Muhammad Adeel: Introduction of the Constitution (Amendment) Bill, 2014……………………	2
	ii)	Senator Syeda Sughra Imam: Introduction of the Privatization Commission (Amendment) Bill, 2014……..	4
4.	Commenced Motion moved by Senator Saeeda Iqbal: Establishment of 2 Ministry of Capital Administration and Development………………………………………………….		5
	i)	Senator Mushahid Hussain Syed……...........................	7
	ii)	Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi…………	7
	iii)	Senator Afrasiab Khattak ………………………………..	9
	iv)	Senator Saeeda Iqbal	10
	v)	Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq	10
	vi)	Mr. Chairman	11
5.	Commenced Motion moved by Senator Mian Raza Rabbani: The Political and Law & Order situation in the Country		
	i)	Senator Hamza...	12
6.	Point of Order: Holding of an in Camera Session. Participated by:		
	i)	Senator Mian Raza Rabbani	14
	ii)	Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq	15
	iii)	Senator Haji Muhammad Adeel	16
7.	Further Discussion of the Commenced Motion:		
	i)	Senator Saeed Ghani...	19
	ii)	Senator Ch. Muhammad Jaffer Iqbal..............................	22
	iii)	Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri..........................	24
	iv)	Senator Najma Hameed..	26
	v)	Senator Mukhtiar Ahmed Dhamrah @ Ajiz	28
	vi)	Senator Muhammad Zahid Khan....................................	30
	vii)	Senator Ch. Mohammad Jaffer Iqbal...............................	34
	viii)	Senator A. Rehman Malik	36

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, February 10, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty four minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ
عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى
مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب

کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے اور اپنے کیے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

(سورۃ اٰلِ عِمْرٰنَ۔ آیات 133-136)

Leave of Absence

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. We take up leave applications.

جناب چیئرمین: جناب روزی خان کاکڑ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 10 تا 14 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ہیمن داس صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 اور 6 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Legislative Business: Introduction of the Constitution (Amendment) Bill 2014

Mr. Chairman: Item No.2, we may now take up Item No.2. Haji Muhammad Adeel may move item No.2.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اگر اجازت ہو تو میں Constitution میں مزید amendment کرنے کی تحریک پیش کروں۔

جناب چیئرمین: جی بالکل اسی لیے آپ کو floor دیا گیا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ Article 251 میں ہے۔

Mr. Chairman: Please read out the motion first.

پہلے آپ motion پڑھیں اور پھر اس کے بعد جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہیے گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں نے motion پڑھ دی تھی، اردو میں پڑھی تھی اس لیے آپ نے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اردو میں ہی complete motion پڑھیں کہ کس article میں آپ amendment چاہتے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں آپ، motion پڑھیں۔

Senator Haji Muhammad Adeel: The leave may be granted to me to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakaistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2014]. (Amendment of Article 251)

Mr. Chairman: Is it opposed? They have not opposed it now. So, I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted.

Senator Haji Muhammad Adeel: Thank you.

Mr. Chairman: Item No.3, Haji Muhammad Adeel may move Item No.3.

Senator Haji Muhammad Adeel: Mr. Chairman! Please allow me to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Chairman: Read out the Constitutional Amendment Bill 2014. That would be the proper mode.

Senator Haji Muhammad Adeel: I beg to introduce the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We move on to Item No.4. We may now take up item No.4, Syeda Sughra Imam may move item No.4.

Introduction of the Privatization Commission (Amendment) Bill, 2014

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Privatization Commission Ordinance, 2000 [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Chairman: Is it opposed? OK, I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Item No.5, Syeda Sughra Imam may move item No.5.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman, I beg to introduce the Bill further to amend the Privatization Commission Ordinance, 2000 [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2014].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We may now take up item No.6 regarding discussion on the following motion moved by Mrs. Saeeda Iqbal on 13th January 2014:

> The House may discuss the need for establishment of a full-fledged Ministry of Capital Administration and Development to deal with the subjects of health and education in the Islamabad Capital Territory as these subjects are not being attended to properly in

the present set up where the CAD has been placed under the Cabinet Secretariat.".

Who would like to speak, Dr. Sahiba you will start please.

Commenced Motion : Establishment of 2 Ministry of Capital Administration and Development.

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب، یہ motion move کرنے کے بہت سے محرکات تھے اور سب سے بڑا محرک اتفاق سے میری constituency ہے جہاں سے آپ کا بھی تعلق ہے اور ہاؤس میں کئی دوسرے ساتھیوں کا بھی تعلق ہے، ان کے اندر ایک بے چینی اور ایک tension پائی جارہی ہے کہ 18th Amendment کے بعد جو ادارے devolve ہوگئے اس کے لیے CAD کی ministry بنائی گئی۔ خاص طور پر ہمارے educational institutions یعنی سکول اور کالجز جن کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کو دیکھنے کے لیے اچھا خاصا set up چاہیے۔ اب اس صورت میں جب CAD ministry, division میں تبدیل کرکے Cabinet کے اندر لائی گئی ہے۔ اب یہ ہمارے وزیر اعظم کے ماتحت ہے اور ایک وزیر صاحب بھی cabinet کے ہیں مگر ان اداروں کو پوری توجہ نہیں مل رہی۔ ہسپتالوں اور سکولوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہم کسی سے شکایت بھی نہیں کرسکتے۔

بے شمار سکولوں کی چاردیواری نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے ، ٹیچرز کی recruitment عرصہ دراز سے رکی ہوئی ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں medicines, equipments and manpower کے حوالے سے بہت سارے معاملات حل طلب ہیں۔ سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کے علاوہ بھی بہت سارے معاملات ہیں جن کو CAD کی ministry میں ہونا چاہیے تھا کیونکہ جو ادارے devolve ہوگئے جن میں education Sector, health, environment ہیں ان کے معاملات یہاں پر اور ایسی چیزیں ہیں جن کو خاص طور پر Islamabad Capital Territory کے حوالے سے دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اسلام آباد کے شہری یہ محسوس کررہے ہیں کہ 18th Amendment کے بعد اسلام آباد محض ایک دارالخلافہ ہے جہاں ہماری پارلیمنٹ ہے اور سفارت خانے وغیرہ ہیں۔ اسلام آباد کے عوام کے، یہاں کے دیہی علاقوں اور شہر کے لوگوں کے یہاں کے رہائشی ہونے کے حوالے سے حقوق ہیں ۔ تعلیم بھی ان کا حق ہے، ملازمتیں حاصل کرنا بھی ان کا حق ہے، صفائی بھی ان کا حق ہے، good environment بھی ان کا حق ہے اور خصوصاً Health and

Education ان کے لیے بہت important ہے۔ ان اداروں پر کسی طور focus نہیں ہو رہا۔ جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم as a representatives یا وہ aggrieved جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے یہ لوگ کس کے پاس جائیں - اس لیے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ Islamabad Capital Territory کے تعلیمی اداروں کو دیکھنے کے لیے اور یہاں کے ہسپتالوں اور health related issues کو دیکھنے کے لیے ایک ministry الگ سے ہونی چاہیے کیونکہ ہر صوبے میں اپنی ministry ہے، health کی بھی اور education کی بھی ہے۔

اگرچہ اسلام آباد کسی صوبے کے برابر نہیں ہے اس لیے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہر subject کے لیے الگ ministry ہو مگر جب education ministry نہیں رہی، health ministry نہیں رہی، environment ministry نہیں رہی تو یہاں کے لوگوں کو ان کا بنیادی حق جو ہمارا Constitution ان کو دیتا ہے وہ ان کو نہیں مل رہا۔ ان کو کسی طرح سے دوسرے صوبوں اور دوسرے علاقوں کے برابر cater نہیں کیا جا رہا۔ یہاں تک کہ کئی معاملات میں ہمارے حالات فاٹا سے بھی بدتر ہیں۔ فاٹا کو تو پھر گورنر خیبر پختون خوا دیکھتا ہے اور President *Sahib* directly کے under ہے مگر ہمارا یہ علاقہ directly کسی کے under نہیں ہے۔ Cabinet Division Cabinet Secretariat کا ایک حصہ ہے جس میں 115 departments ہیں۔ اس میں exclusively Islamabad Capital Territory کے اداروں کے لیے سال میں دس منٹ بھی نہیں نکلتے۔ اگر غور کیا جائے تو نہ Minister *Sahib* نہ Prime Minister *Sahib* نہ Standing Committees نہ Cabinet Division اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کو admission نہیں مل رہے۔ Federal Medical and Dental College establish ہوا اور اس میں لوگوں نے داخلے لیے مگر اس کو dysfunctional کر دیا گیا ہے۔ ہسپتالوں کو privatize کیا جا رہا ہے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں اور ہمیں یہ نہیں سمجھ آ رہی کہ اسلام آباد کے لوگ کہاں جائیں۔ کیا پاکستان کے شہری ہونے کے حوالے سے ان کے حقوق دوسرے شہریوں کے برابر ہیں یا نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو ان کے حقوق دیے جائیں اور ان کو CAD ministry دی جائے اور اگر نہیں تو پھر ان کو بتایا جائے کہ وہ کیا کریں۔ شکریہ جی۔

Mr. Chairman: Mushahid Hussain Syed.

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ، جناب چیئرمین! میں بھی اس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں as Senator representing the Federal Capital اور میں fully support کرتا ہوں ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ کا جو motion ہے کیونکہ یہ ایک devolution in reverse ہو رہا ہے۔ ایک تو devolution ہوئی ہے 18th Amendment میں جو انہوں نے دیا ہے to the provinces ادھر یہ ہوا ہے کہ جو Islamabad Federal Capital Territory ہے ان کا جو education and health کا نظام ہے اس کو صرف centralize نہیں کر دیا گیا it has been brought directly under the Cabinet Division and it has been brought under the Prime Minister Secretariat. تو اس سے جو issues ہیں جن کا اشارہ ڈاکٹر صاحبہ نے کیا ہے they have been further aggravated اور میں خود جاتا رہتا ہوں ان تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں میں، the quality of service has really gone down and I think there is a need to do something in this regard. اور میں endorse کروں گا کہ اس کے لیے کوئی autonomous organization ہونی چاہیے which can handle these issues otherwise the service provided to the people of Islamabad in the Federal Capital is abysmally bad in health and education. Thank you.

جناب چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں مبارک باد پیش کرتا ہوں ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ کو کہ انہوں نے بہت ہی ضروری بات کی توجہ اپنی motion میں دلائی ہے۔ میں ان کو fully support کروں گا کیونکہ جیسا کہ مشاہد حسین صاحب نے فرمایا یہاں پر ہر وقت یہ tussle چل رہی ہے کہ وفاق اپنے اختیارات کو صوبوں سے واپس لینا چاہتی ہے جو کہ 18ویں ترمیم میں صوبوں کو چلا گیا ہے اور خاص کر education میں۔ تو یہ ہے aspect of the provincial autonomy, rights of the provinces تو اس وجہ سے یہ بہت اچھی چیز ہے کہ اسلام آباد کے لیے علیحدہ ہو۔ اب آجائیں اسلام آباد۔ Islamabad is the Capital of Pakistan یہ پاکستان کی آن ہے، پاکستان کی شان ہے، اس شہر پر ہم سب کو فخر ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ یہ ہمارا Capital of the Islamic Republic of Pakistan ہے اور well laid out

city ہے originally the Idea was very good and it was enough اس زمانے میں جب یہ بنا تھا تو یہ fast expending ہے اور جو suffer کر رہے ہیں باقی تو ہر aspect suffer کر رہا ہے پورے پاکستان کے ساتھ اسلام آباد بھی suffer کر رہا ہے۔ کسی قسم کی facility نہیں ہے، کسی قسم کا infrastructure نہیں بن رہا ہے، پانی اور بجلی نہیں ہے وہ تو علیحدہ suffering ہے وہ تو ہماری قوم کی قسمت میں ہے but یہ جو education, ہمارے اسلام آباد کے بچے بہت suffer کر رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مکانوں میں سکول بن گئے ہیں۔ جو Government کے سکول ہیں ان میں دیوار نہیں ہے یا باتھ روم نہیں ہے یا teacher نہیں ہے یا student نہیں ہے۔ ان سکولوں کی حالت بہت بری ہے۔ آدمی جتنا بوڑھا ہوتا ہے اتنا ہسپتال جاتا ہے۔ تو ہمیں تو شرم آتی ہے جب ہم اسلام آباد کے کسی بھی ہسپتال میں جاتے ہیں۔ جب ہم پاکستان کے غریب عوام کو وہاں پر corridors میں بے سہارا اور بے بس دیکھتے ہیں اور نہ ان کو treatment and medicine مل رہا ہے اور نہ ان کا کوئی look after کر رہا ہے اور dilapidated condition میں جو hospitals ہیں تو ان کے لیے بہت ضروری ہے اور Cabinet Secretariat کو بہت ہی مضبوط بنانے کے لیے CAD بھی ادھر چلی گئی ہے جو کہ function نہیں کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے بہت ہی اچھا idea دیا ہے اور میں اس کو fully support کرتا ہوں۔ Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you Col. *Sahib,* the point is raised by Dr. Saeeda Iqbal *Sahiba.* Is this a staff gape arrangement which are you asking right now. Leader of the House might be knowing it there is a legislation on it. There is Presidential Orders, the West Pakistan dissolution.

جس کے administration اور یہ سارے معاملات پھر وہ as Presidential Orders 17,18 is there in existence. آپ دیکھیں گے کہ جو adjoining countries ہیں، جہاں پر Federations ہیں وہاں پر Capital کی کیا حیثیت ہے؟ Do they have there own state assemblies, do they have there own lieutenant Governors? Why do you want your capital to be under one Ministry? ابھی بھی Interior کچھ کر رہی ہے اور Cabinet کچھ کر رہی ہے۔ ان کا coordination نہیں ہے۔ So, if

you want to proceed further let examine all those laws کہ کون کونسے
قوانین ہیں اور پھر اسلام آباد کی کیا حیثیت ہونی چاہیے؟ ہمارے پڑوس ملک میں Delhi is a
capital, they have got a lieutenant Governor, they have got their
own Chief Minister, they have got their own Assembly. So, this is
staff gape arrangement which were you asking. We being legislators
we must sit-down and we must examine. دنیا کے باقی capitals میں ان کی کیا
حیثیت ہے اور ان کی administration کیسے run کی جا سکتی ہے؟ Those are the issues,
it is good that she has brought this, a Senator from Islamabad. میرا
بھی concern ہے ان سارے issues پر لیکن being a legislator, being
representative of the people let's think out that how can we further
improve the Administration in Islamabad اور اس کا کیا setup ہونا چاہیے۔ It
should be examined. It is not only that, that the Government should
look into it, the Members on the Treasury Benches they can look
into it اور اس پر ہمیں کچھ تجاویز ضرور دینی چاہیے۔ میں یہاں رضا ربانی صاحب سے بھی کہوں گا کہ
please kindly see three ordinances that is Presidential Order-1 of
1970, پھر 1980 Presidential Order of کا that is a very important thing.
17 and 18 اس کے تحت جو ساری Administration چل رہی ہے let examine all
those thing اور پھر کوئی legislation لے کر آئیے یا کسی ایک جگہ لے کر جائیں that would
be more appropriate thing what I feel it. جی افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ، جناب چیئرمین! میں بھی ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ کو support کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جب اقتدار میں آئی ہے وزارتوں کے بارے میں جو انہوں نے اقدامات کیے ہیں اس میں کوئی reason and logic نہیں ہے یعنی Human Rights کی منسٹری ختم کر دی گئی Law Ministry میں اس کو ضم کر دیا گیا۔ Climate Change کی منسٹری کو ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح CAD کو انہیں نے Cabinet Division کے نیچے کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طرح سے خودمختاری کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اسلام آباد ایک الگ انتظامی وحدت ہے۔ یہاں پر لوگوں کے مسائل ہیں، ان کے day to day issues ہیں

اور long terms ترقی کے مسائل ہیں جس کے لیے ایک ایسی انتظامیہ ہونی چاہیے جو دارالحکومت کے وقار کے مطابق ہو اور یہاں کے عوام کی آرزو کی نمائندگی کرتی ہو۔ جو آپ نے فرمایا ہے وہ بھی ٹھیک ہے کہ ایک اس کے بارے میں long terms سوچنا چاہیے لیکن وہ جو point out کرنا چاہتی تھی کہ اس کو Cabinet Division کے نیچے دے کر اسلام آباد کے عوام کی توہین کی گئی ہے۔ میں بھی اس کو fully support کرتا ہوں، اس کا ایک جامع حل ہمیں سوچنا چاہیے اور اس کے بارے میں اپوزیشن اور حکومت کی طرف سے ایک سپیشل کمیٹی ہم بنا سکتے ہیں تا کہ اس مسئلے کو اگلے چند مہینوں میں sort-out کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! آپ نے جو باتیں فرمائی ہیں وہ انتہائی اہم ہیں۔ میں نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ جو ہمارے پاس تھا وہ بھی ہم سے لیے جا رہا ہے ورنہ according to the Constitution جیسا کہ 3 steps ہیں۔ Federal Government, Provincial Government and Local Government ہیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اب کورٹس نے اسلام آباد میں local Government لانے کے لیے بھی بات کی ہے۔ اب local Government لانے کے بھی ان حالات میں ہم مجاز نہیں ہے جب ہمارے پاس کوئی provincial یا کوئی اس قسم کا status نہیں ہے جو کہ وفاق کے نیچے آتا ہے۔ بہت سی چیزیں کرنا ضروری ہے اور legislation کے بغیر اس کا مکمل ہونا مشکل ہوگا۔ یہاں پر local bodies election ہو سکتے ہیں اور نہ یہاں پر لوگوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، راجہ محمد ظفرالحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق (قائد ایوان): شکریہ، جناب چیئرمین! Islamabad Capital area کے باشندہ ہونے کی حیثیت سے آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ Capital Commission Report تھی اس کی opening اسی طرح سے ہوتی ہے کہ Capital of a country is not yet another city. It is has to be a leader of the cities. So, ایک model city ہونی چاہیے جس کے اندر جو نظام ہو اور اس کی کامیابی باقی شہروں اور باقی ملک کے لیے ایک مثال اور نمونہ ہو۔ اس لیے میں آپ سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ جس چیز کی

طرف سعیدہ اقبال صاحبہ نے توجہ دلائی ہے اس کے لیے اگر آپ اپوزیشن اور حکومت کے ممبران کی متفقہ سپیشل کمیٹی تشکیل دے دیں اور اس کمیٹی میں اسلام آباد کے ارکان لازمی طور پر شریک ہوں۔ باقی بھی جن کے بارے میں آپ مناسب سمجھیں ان کو بھی شامل کیا جائے اوروہ اس سارے issue کو as a whole دیکھیں اور کوئی ایسی تجویز کریں کہ باقی ممالک میں capital کی کیا حیثیت ہوتی ہے، وہاں کی انتظامیہ کیسے چلتی ہے، وہاں local body کے الیکشن کیسے ہوتے ہیں، وہاں کے national issues کے ساتھ coordination کیسے ہوتی ہے، میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، آپ نے بڑا درست فرمایا، اس پر

I will constitute a committee in consultation with the Leader of the House and Leader of the Opposition to examine the position which is existing today in Islamabad and how it is being managed and what is method, system in the other rest of the countries where there is a federation and how the affairs of that federal capital are run? For that matter I am going to constitute a committee in consultation with the Leader of the House and Leader of the Opposition. Thank you.

اس پر اور کوئی صاحب بولنا نہیں چاہتے تو

the motion has been talked out. We move on to item No.7. We may now take up item No. 7 regarding further discussion on the following motion moved by Mian Raza Rabbani on 3rd February 2014.

"The House may discuss the political and law and order situation with particular reference to recent terrorists activities in the country."

اس پر جناب حمزہ صاحب بات کریں گے۔ اس پر راجہ صاحب

If we can have a consultation, there are number of members still have to speak on this and primarily what we decided in the business advisory committee, it would be concluded by Friday. I see the list it would not be possible to conclude it today even tomorrow. So you may have a consultation with the Leader of the Opposition.

so that we can give an opportunity to the اگر ہم اس list کو reduce کر سکیں، Minister concerned to come to the House and make some statement. اگر ہم یہ سلسلہ اتنا لمبا رکھیں گے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ by the end of this week we will not be able to conclude it.

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: پھر کوئی اور بزنس بھی نہیں ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین: کوئی اور بزنس بھی نہیں ہو سکتا تو kindly have a discussion with the Leader of the Opposition and if he can reduce the number of the speakers. Yes Hamza sahib.

Commenced Motion:

Further Discussion on the Motion Regarding Political and Law and Order in the Country.

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! ملک کے بڑے شہروں میں امن و امان کی جو کیفیت ہے وہ تمام لوگوں کے لیے پریشانی کا موجب ہے۔ ابھی ان دنوں خصوصی طور پر طالبان کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے ہیں، حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو طالبان سے مذاکرات کر رہی ہے اور طالبان نے اپنے مذاکرات نارتھ وزیرستان میں کسی جگہ کئے ہیں اور ان کو ہیلی کاپٹر میں لے جایا گیا ہے، ان کے مطالبات بھی اس قسم کے ہیں، پہلے تو کہتے تھے کہ وہ آئین اور قانون کو ہی نہیں مانتے لیکن جس قسم کی دہشت گردی کی کارروائیاں یہاں پر ہوتی رہی ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ یہ طالبان جو اپنے آپ کو اسلام کے علمبردار کہتے ہیں، نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے، نہ انسانیت کی یہ خدمت کر رہے ہیں بلکہ یہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام چیزوں کو اپنے perspective میں دیکھیں، خصوصی طور پر جہاں تک کراچی کا تعلق ہے پچھلے دنوں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ حکومت خصوصی طور پر وہاں حالات کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے لیکن جتنے بھی اقدامات آج تک کئے گئے ہیں، روزانہ ہمیں یہ خبر ملتی ہے کہ وہاں پر دو چار یا دس آدمی ٹارگٹ کلنگ سے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جو لوگ وہاں پر قتل ہوتے ہیں، اس پر کوئی قاتل گرفتار نہیں ہوا، آج تک کسی کو سزا نہیں دی گئی۔

جناب والا! بلوچستان کی بھی یہی کیفیت ہے، بلوچستان کے حالات بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے بگڑتے جا رہے ہیں، کوئٹہ میں اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں قتل کی وارداتیں ہوتی ہیں خصوصی طور پر پچھلے دنوں جو لوگ ایران سے مزارات دیکھ کر آئے تھے ان کی گاڑی کو اڑا دیا گیا، کئی لوگوں کو وہاں پر شہید کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ صورت حال پاکستان کے لیے ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے۔ ہمارے وزیر داخلہ صاحب کا کہنا ہے کہ ہماری جو صوبائی اور مرکزی حکومت میں intelligence agencies ہیں ان کو مل کر اس کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے لیکن جو بھی انہوں نے لائحہ عمل تجویز کیا ہے، جو ڈھانچہ بنایا ہے ابھی تو وہ منظر عام پر نہیں آیا، اس ڈھانچے کو سامنے آنا چاہیے اور اس پر عمل درآمد کر کے صورت حال کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ یہ بری صورت حال پورے ملک کے لیے تکلیف دہ ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کوئی انسان بھی محفوظ نہیں ہے۔ میں آج اخبار میں یہ پڑھ رہا تھا کہ ہمارے سابقہ گورنر کے بیٹے کو اور یوسف رضا گیلانی ہمارے سابقہ وزیراعظم کے بیٹے کو اغوا کر کے قبائلی علاقے میں لے جایا گیا ہے اور کافی عرصہ سے اغوا کیا گیا ہے لیکن آج تک کوئی پتا نہیں ہے۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق صاحب سے درخواست کی ہے کہ ان کے بچوں کو رہائی دلوانے میں ان کی مدد کرے۔ اس سے بڑی بد قسمتی کیا ہو سکتی ہے، اس ملک میں ہر انسان کی جان و مال اور زندگی کی حفاظت ہونی چاہیے لیکن اگر سابقہ وزیراعظم اپیل کرتا ہے، اس کو یہ بھی علم ہے کہ وہ کہاں پر ہے لیکن پاکستان کی حکومت کی writ اور پاکستان کی فوج کی writ کہاں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا challenge ہے۔ میں موجودہ حالات میں حکومت سے یہ توقع کرتا ہوں کہ حالات کی نزاکت کو دیکھ کر، اس کے مطابق لائحہ عمل کو طے کریں اور تمام ایجنسیاں بمع فوج کوشش کریں کہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین صاحب! اگر مجھ سے پہلے کوئی اور تقریر کر لے تو اچھا ہوگا میں ابھی آیا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! Point of order.

جناب چیئرمین: میاں صاحب point of order بعد میں لے لیتے ہیں، کوئی urgent matter ہے۔

Point of Order

Senator Mian Raza Rabbani: Holding of an In Camera Session

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے point of order پر بات کرنے کا موقع دیا چونکہ معاملات کچھ اہم ہیں اور آپ کے توسط سے میں Leader of the House کی توجہ ایک بار پھر اس جانب دلوانا چاہتا ہوں اور ان کے ذریعے حکومت کی توجہ چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ جب یہ debate open کی تھی اور اس سے پہلے بھی میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ جو مذاکرات اس وقت طالبان اور حکومت کے درمیان چل رہے ہیں تو میں نے اپوزیشن کی جانب سے یہ گزارش کی تھی کہ پارلیمان کا in camera اجلاس بلایا جائے تاکہ تمام سیاسی جماعتوں کو جو پارلیمان میں موجود ہیں ان کو on board لیا جائے، یہ بات میں نے کہی تھی۔ دوسری بات جو بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ ایک suggestion یہ تھی کہ ایک پارلیمانی کمیٹی تمام سیاسی جماعتوں پر مشتمل بنا دی جائے اور ان کو on daily basis اگر مذاکرات daily basis پر ہو رہے ہیں تو ان کو on daily basis مذاکرات کے progress سے آگاہ رکھا جائے۔ جناب چیئرمین! یہ بات بڑی واضح ہے کہ تمام stakeholders جو civil society کے ہیں وہ اس وقت ان مذاکرات میں شامل نہیں ہیں، اس وقت آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ right wing and extreme right wing کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں۔ ایک democratic, liberal, progressive and left wing forces بھی پاکستان میں بہت بڑے stakeholders ہیں وہ کسی طرح بھی ان مذاکرات میں شامل نہیں ہیں اور ان کی پارلیمان میں موجودگی ہے۔ اس لیے یہ کہا تھا کہ پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ آخری بات جو میں آپ کے توسط سے واضح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ Leader of the Opposition کہیں گے کہ یہ درست ہے وہ یہ ہے کہ جو سسٹم پاکستان میں اس وقت رائج ہے، democratic system جو اس وقت پاکستان کے آئین کے تحت چل رہا ہے وہ system is not up for negotiations یہ بات ہم بڑی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ this democratic system is not up for negotiations لہٰذا جو بھی بات ہوگی وہ متعلقہ علاقے کے بارے میں ہوگی۔ میں

پھر آپ کے ذریعے سے حکومت اور Leader of the Opposition سے استدعا کروں گا کہ وہ پارلیمانی کمیٹی بنائیں تا کہ تمام مکتبہ فکر، تمام relevant stakeholders اس کا حصہ بن سکیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! اس موضوع پر اس سے پہلے بھی دو چار مرتبہ بات ہو چکی ہے اور اس پر بیانات بھی آئے ہیں لیکن میں سب سے زیادہ authentic بیان وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب کا لیتا ہوں کہ انہوں نے ابتداء میں ہی اور کل پرسوں پھر اس کا اعادہ کیا ہے کہ اس کے جو parameters ہیں، جو اس کی بنیاد ہے وہ یہی ہے کہ موجودہ constitution اور موجودہ democratic system کے دائرے کے اندر ہی بات ہو سکتی ہے۔ اگر طالبان کی طرف سے suggest کردہ کسی رکن نے کوئی بات کہی ہے تو ایک تو وہ سب پر لاگو نہیں ہوتی اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ 1973 کے آئین کو بنانے والوں میں اور اس پر دستخط کرنے والوں میں، اس کے تحت حلف لینے والوں میں، اس وقت کے جید علماء کے دستخط موجود ہیں جو پارلیمنٹ کے رکن بھی تھے۔ میں زیادہ تو نہیں لیکن کچھ نام لینا چاہتا ہوں کہ ان میں مفتی محمود صاحب تھے، وہ Leader of the Opposition بھی رہے ہیں، مولانا شاہ احمد نورانی تھے، مولانا عبدالحق جو مولانا سمیع الحق صاحب کے والد تھے، وہ بھی تھے، مولانا عبدالستار نیازی صاحب بھی تھے اور اس طرح کے بہت سارے حضرات نے اسی آئین کے تحت حلف بھی لیا اور اس حلف میں یہ بھی کہا کہ وہ اس کو defend بھی کریں گے۔ اس کو abide بھی کریں گے اور defend بھی کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے پائے کا اور ان کے level کا اس وقت کوئی آدمی ایسا ہے جو یہ کہے کہ ان کی سوچ غلط تھی یا وہ درست نہیں سوچ رہے تھے یا کوئی اور ہے جو ان سے بہتر سوچ سکتا ہے۔ اس لیے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ باقی آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں جہاں internal strife ہوتی ہے، جہاں اس قسم کے حالات پیدا ہوتے ہیں اور ان پر مذاکرات کیے جاتے ہیں تو from the word go سے ہی نہیں، open مذاکرات ہوتے بلکہ اس کو تھوڑا سا probe کیا جاتا ہے، ان کی کوئی شکل اختیار کرنے دی جاتی ہے اور پھر اس کے بعد مشاورت ضروری ہے کیونکہ مذاکرات کے نتیجے میں کوئی بھی بات سامنے آئے گی، کوئی بھی فیصلہ ہوگا تو جب تک اس کو ساری Parliament own نہیں کرے گی، ساری جماعتیں own نہیں کریں گی، اس وقت تک اس کی کامیابی کے امکانات کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں تو کوئی شک

نہیں ہے لیکن اس دن بھی جو Business Advisory Committee کی meeting تھی، اس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ کوئی briefing ہو، کوئی روزانہ briefing ہو، وغیرہ وغیرہ - اس وقت جو briefing ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے، پھر بھی بہت ساری ایسی چیزیں آ جاتی ہیں جو controversy کو جنم دیتی ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی اہتمام کرنا چاہیے لیکن میری گزارش یہ ہو گی کہ جب اس کی کوئی ایسی شکل نکلے جہاں ضرورت ہو کہ زیادہ لوگوں کے ساتھ مشاورت کی جا سکے۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب! آپ رضا ربانی صاحب کے موشن پر بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میاں صاحب نے اب جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں بولنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: یہ بھی اسی تقریر میں کہہ لیں، آپ کے پاس وقت ہو گا۔ جب political situation discuss ہو رہی ہو تو you can discuss all these things in your speech. جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ جناب والا! میاں صاحب نے جو پہلے motion پیش کی ہے اور آج جو انہوں نے بات کی ہے، وہ دونوں اہم ہیں۔ Law and order situation کے بارے میں تو جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ جس دن سے یہ اخبارات میں آئی کہ ہم بات چیت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ہم بات چیت کر رہے ہیں، ملک میں کشت و خون اور زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ فضا میں امن کی طرف بڑھتی نظر آتی، فضا میں خون زیادہ نظر آنے لگا۔ ایک الگ بات کہ ہر واقعہ کے بعد طالبان کی طرف سے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ ہم نے نہیں کیا۔ اب تو حکومت سے یہ پوچھنا پڑے گا کہ حکومت کی جو کمیٹی بنی ہے اور جو مذاکرات کر رہی ہے وہ طالبان کے علاوہ دوسرے گروپوں سے بھی بات چیت کر رہی ہے۔ کل جس طرح سوئی گیس کی پائپ لائنوں کو تباہ کیا گیا، سردی کے دنوں میں ملک کے نصف حصے کے لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ سردی میں ٹھٹھریں، کارخانے بند کر دیئے گئے، ایک پورا علاقہ جلا دیا گیا۔ جناب والا! کیا ہم سمجھیں کہ طالبان کے علاوہ اور بہت سے گروپس ہیں جس کا ذکر وزیراعظم صاحب کی رہائش پر جو میٹنگ ہوئی اس میں بتایا گیا تھا کہ

59 گروپس ہیں، تو اگر یہ واقعات اسی طرح ہوتے رہے، جس طرح کل کراچی میں آستانے پر حملہ ہوا، بڑے لوگوں کے ساتھ ایک بچی کو بھی مارا گیا۔ بنوں میں خدا نے بچا لیا ورنہ وہاں سے بھی ایک بم discover ہوا، اسے defuse کیا گیا۔ ڈیرہ غازی خان اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی، آج کے اخبارات میں دیکھیں کہ بہاولپور سے تعلق رکھنے والے شدت پسند جو ہندوستان کی جیلوں سے نکالے گئے تھے انہوں نے بہت بڑا اجتماع مظفر آباد میں کیا ہے، جس میں کسی میڈیا والے کو جانے کی اجازت نہیں تھی، آج کے نیوز میں کافی تفصیل کے ساتھ خبر ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارا تو یہ خیال تھا اور ہمیں support بھی تھی، شاید یہ خوش قسمت حکومت ہے جس میں اپوزیشن نے blank cheque دیا کہ آپ ہمیں امن لا کر دیں، بات چیت کرنا چاہتے ہیں یا آپریشن کرنا چاہتے ہیں، اس قسم کا چیک ہماری حکومت کو کسی نے نہیں دیا۔ اس وقت پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی لیکن پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے کھل کر اس وقت کی حکومت کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بات چیت کر کے امن لے آئیں یا جنگ کر کے یا آپریشن کر کے لائیں جو اختیار اس حکومت کو دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو یاد دلاؤں کہ الیکشن سے پہلے عوامی نیشنل پارٹی نے آل پارٹیز کانفرنس بلائی تھی، اس وقت کی پاکستان مسلم لیگ جو اس وقت حکومت میں ہے ان کی طرف سے راجہ ظفر الحق صاحب تشریف لائے تھے، اس اعلامیہ پر ان کے بھی دستخط ہیں۔ اس کے بعد ایک دوسری آل پارٹیز کانفرنس مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے جمعیت العلمائے اسلام کی جانب سے طلب کی تھی اس میں میاں نواز شریف صاحب خود تشریف لائے تھے، عمران خان صاحب موجود تھے یہاں تک کہ بہت ساری مذہبی شدت پسند جماعتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ جناب چیئرمین! ہمارے اعلامیے میں دہشت گردی کے حوالے سے ذکر تھا اور جمعیت کے اعلامیے میں شدت پسند کا لفظ استعمال ہوا تھا کہ پاکستان کے آئین اور ریاست کو جو تسلیم کرتے ہیں، ان سے بات کی جائے گی۔ وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر ہونے والی all parties conference میں اس پارلیمنٹ میں موجود تمام جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ مجھے بھی اپنی جماعت کی طرف سے یہ عزت ملی اور میں اس میں شریک ہوا، جناب چیئرمین! وہاں بھی یہی فیصلہ ہوا تھا کہ پاکستان کے آئین اور ریاست کو تسلیم کرنے والوں سے بات کی جائے گی۔ اب حکومت کی کمیٹی جن لوگوں سے بات کر رہی ہے، ان میں سے ایک صاحب واضح طور پر کہتے ہیں کہ وہ پاکستان کا آئین تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ آئین اسلامی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ اچھی بات ہے کہ پاکستان کی مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین نے

بڑے واضح طور پر کہا کہ پاکستان کا آئین اسلامی اور شریعت کے مطابق ہے کیونکہ اس آئین کی تشکیل کے وقت ان کے قائدین نے اس پر دستخط کیے تھے لیکن جس کمیٹی سے بات ہو رہی ہے، اس کمیٹی کے ایک رکن کھل کر کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی نہیں ہے بلکہ انگریزوں کا بنایا ہوا آئین ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ حکومتی جماعت کی طرف سے جو کمیٹی بنائی گئی ہے، جیسی بھی ہے لیکن اس کمیٹی میں جب وہ رکن بیٹھے ہوں گے تو کیسے بات چلے گی جبکہ وہ پاکستان کے آئین کو اسلامی نہیں سمجھتے اور اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ ببانگ دہل یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا آئین انگریزوں کا بنایا ہوا ہے، اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس کی بھی وضاحت ہونی چاہیے کہ ادھر بات چیت ہو رہی ہے لیکن ملک میں دھماکے ہو رہے ہیں، خودکش بمبار آرہے ہیں، پائپ لائنیں تباہ کی جا رہی ہیں اور آستانوں پر بھی حملے ہو رہے ہیں، یہ لوگ کون ہیں؟ یہ تحریک طالبان نہیں تو کیا پھر ہر ایک سے الگ الگ بات کی جائے گی؟ کیا تحریک طالبان پاکستان ان تمام دہشت گردوں اور شدت پسندوں کی نمائندگی نہیں کرتی؟ جناب چیئرمین! ہم اس حق میں ہیں کہ بات ہو، جب ہماری حکومت تھی تو ہم نے سوات میں بات چیت کی۔ جناب چیئرمین! اگر اس معاہدے کی ایک نقل سینیٹ میں تقسیم کر دی جائے تو بڑی آسانی ہو گی۔ اس کی پہلی شق یہ تھی کہ وفاقی اور صوبائی حکومت کی writ تسلیم کی جائے گی۔ پاکستان کے آئین، عدالت اور پاکستان کی ریاست کا احترام کیا جائے گا۔ لائسنس کے بغیر کوئی اسلحہ لے کر نہیں نکل سکے گا۔ کسی خاتون کو منع نہیں کیا جائے گا کہ وہ بازار میں جا کر خریداری کرے۔ حجام اور وڈیو کی دکانوں کو تباہ نہیں کیا جائے گا۔ غیر مسلموں کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا جائے گا اور اس طرح کی دیگر شرائط تھیں۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان نے طالبان کے مختلف groups کے ساتھ معاہدے کیے، اگر ان کو پڑھا جائے تو وہ آج اخبارات میں آنے والی شرائط سے بالکل مختلف تھے۔ تمام معاہدوں میں پہلی شق تھی کہ پاکستان کے آئین، حکومت اور فاٹا میں جو سیاسی نظام ہے، اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ Political Agent کے فیصلوں کو مانا جائے گا۔ جناب چیئرمین! ہم بات چیت کے حق میں ہیں لیکن جیسا کہ مختلف all parties conferences میں طے ہوا کہ وہ پاکستان کے آئین، حکومت اور جیسا کہ جناب رضا ربانی صاحب نے کہا کہ یہ system جس کا میں اور آپ بھی حصہ ہیں، حکومت اور اپوزیشن بھی حصہ ہے، اس system میں رہتے ہوئے اگر بات ہوتی ہے تو ہم اس کو welcome کریں گے لیکن اگر اس بات چیت کی بنیاد یہ ہے کہ ہم پاکستان کے آئین کو تسلیم ہی نہیں کرتے، پاکستان کا آئین انگریزوں کا

بنایا ہوا ہے اور یہ آئین شریعت کے خلاف ہے تو جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات چیت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور یہ بات چیت صرف وقت حاصل کرنے کے لیے کی جارہی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بات شروع ہوتے ہی کم از کم ملک میں امن کی فضا قائم ہو جاتی۔ شدت پسند اور دہشت گرد اپنی کارروائیاں روک دیتے اور ایک goodwill کی فضا پیدا ہوتی۔ بد قسمتی سے ایسا نہیں ہوا بلکہ اس بات چیت کے نتیجے میں شدت پسند اور ان کے نمائندے میڈیا کو اپنے حق میں استعمال کر رہے ہیں اور پاکستان کا میڈیا ان کی disposal پر ہے۔

جناب چیئرمین! ہم بھی چاہتے ہیں اور راجہ صاحب نے کہا کہ کل وزیر اعظم صاحب نے وضاحت کی ہے کہ یہ بات چیت پاکستان کے آئین میں رہتے ہوئے ہو گی۔ اچھی بات ہے لیکن اس کو عملی طور پر ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ بات چیت صرف ان لوگوں کے ساتھ ہو گی جو پاکستان کے آئین اور پاکستان کی حکومت کی writ کو تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ماضی کے معاہدوں میں ہوا، جن میں فضل اللہ اور دوسرے شدت پسند لیڈر شامل ہیں، انہوں نے دستخط کیے۔ اگر پاکستان کے آئین اور پاکستان کے جمہوری نظام کو تسلیم نہ کرتے ہوئے کوئی بات چیت ہوتی ہے تو پاکستان کے عوام کی اکثریت اور ہم سب ایسی بات چیت کی مخالفت کریں گے۔ شکریہ۔

Further Discussion on the Commenced Motion

جناب چیئرمین: جناب سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مجھ سے پہلے اس موضوع پر مختلف ارکان نے تفصیل سے بات کی ہے اور میں کوشش کروں گا کہ مختصر بات کروں اور کوئی بات repeat نہ کروں۔ میں سمجھتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب نے درست فرمایا کہ دونوں اطراف سے جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں، ان میں ایک مخصوص سوچ رکھنے والے لوگ ہیں، وہ چاہے طالبان کی بنائی گئی کمیٹی ہو یا حکومت کی طرف سے بنائی جانے والی کمیٹی ہو۔ اگر ہم ان کمیٹیوں کے ارکان کی باتیں سنیں تو محسوس ہوتا ہے کہ شاید وہ سب لوگ طالبان کی سوچ اور مقصد کو نہ صرف promote کر رہے ہیں بلکہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے ان کی سوچ کو اس ملک پر نافذ کر دیا جائے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ کل یا پرسوں مولانا عبدالعزیز صاحب جو پہلے ہی اپنے آپ کو اس کمیٹی سے الگ کر چکے ہیں، وہ فرما رہے تھے کہ ہمارے جو فوجی جوان شہید ہوتے ہیں، ان کی نماز جنازہ نہیں ہوتی۔ یہ بات وہ نہیں بلکہ ان کی کوئی شوریٰ ہے اور

کوئی مفتی بھی ہوں گے، یہ انہوں نے فرمایا ہے۔ آپ مولانا سمیع الحق صاحب کی باتیں سنیں اوراس کمیٹی کے بننے سے پہلے خود میں نے ان کو TV پر سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ طالبان کی demands بڑی جائز ہیں میں نے رستم شاہ مہمند کو سنا جواس کمیٹی میں ہیں، ان کے خیالات بھی ایسے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے یہ بات بہت زیادہ پریشان کررہی ہے کہ خدا نہ کرے! اگر یہ مذاکراتی عمل ناکام ہو گیا، مجھے جس کے امکانات زیادہ لگتے ہیں، اللہ نہ کرے! ناکام ہوں لیکن مجھے امکانات لگتے ہیں، مجھے بتائیں، ان کمیٹیوں کے تمام اراکین، جو حکومت کی طرف سے کمیٹی میں ہیں اور جو طالبان کی طرف سے کمیٹی میں ہیں، ان میں سے کسی شخص میں اتنی جرات اور ہمت ہو گی جو آکر یہ کہے گا کہ طالبان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ مذاکراتی عمل ناکام ہو گیا ہے۔ سب یہ کہیں گے کہ طالبان بڑی نیک نیتی، دل جمعی، سنجیدگی سے چاہتے تھے اور ان کے دل میں بڑا درد تھا کہ اس ملک میں امن قائم ہو جائے لیکن ہماری حکومت نے ان کی یہ بات، وہ بات اور فلاں بات نہیں مانی لہذا، ہم کیا کرسکتے ہیں ، ہم اپنے آپ کو ان سے الگ کرتے ہیں اور حکومت کو جو فیصلہ کرنا ہے، وہ کرلے۔ ہمارے اس معاشرے میں divide ہے، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں بلکہ بڑی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ طالبان اس ملک میں ظلم کررہے ہیں، بے گناہ لوگوں کو قتل کررہے ہیں لیکن حکومت کی جانب سے بنائی گئی کمیٹی کے ممبران یہ کہیں کہ وہ ٹھیک ہیں، حکومت نہیں مانی تھی، حکومت کے خیالات یا approach غلط تھی جس کی وجہ سے مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں۔ وہ علمائے کرام اور ہمارے ذمہ داران جو کمیٹیوں میں شامل ہیں، وہ یہ کہیں کہ جو لوگ شہید ہو رہے ہیں، اس ملک میں جو بے چارے لوگ بم دھماکوں سے مارے جا رہے ہیں یا ہمارے فوجی نوجوان ہمارے ملک کی اندرونی اور بیرونی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانیں دے رہے ہیں، ان کی نماز جنازہ بھی نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں بڑی خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ اللہ کرے! اگر یہ مذاکرات کامیاب بھی ہو جائیں تو ہم اس کے نتیجے میں جو باتیں سن رہے ہیں جس قسم کے اشارے آرہے ہیں، ان سے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ حکومت کے لیے اکیلے ان پر عملدرآمد کرانا مشکل ہو گا۔ حکومت جب وہ چیزیں پارلیمنٹ میں لے کرآئے گی اور یہ کہے گی کہ یہ یہ شرائط ہیں، ان پر عمل کرکے امن قائم ہو سکتا ہے تو اس وقت کوئی شخص یا کوئی جماعت پارلیمنٹ میں کھڑی ہو کر کہے گی، یہ مطالبات غیر آئینی ہیں، ہمیں ان کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے، یہ ملک کی بنیادیں ہلا دیں گی۔ ان لوگوں کے متعلق کس قسم کی فتوے آئیں گے اور اس ملک میں کس قسم کی باتیں پھیلائی جائیں گی۔ میں نے کمیٹی میں شامل ممبران میں سے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا، ہو سکتا ہے، عرفان صدیقی صاحب کہہ

رہے ہوں کیونکہ وہ وزیر اعظم صاحب کے Special Assistant بھی ہیں، شاید انہوں نے بھی کھل کر نہیں کہا، ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ خیال ہو کہ اس ملک میں پہلے ہی ایک اسلامی نظام ہے۔ اس ملک کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت ان مسلمانوں پر مشتمل ہے جو صرف نام کے مسلمان نہیں ہیں بلکہ جو اسلام کو follow کرتے ہیں، جو practical مسلمان ہیں، جو نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ اس ملک میں سب سے زیادہ لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے، سب سے زیادہ امداد دی جاتی ہے جو کہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے، اللہ کے نام پرلوگ خرچ کرتے ہیں لیکن اگر ان پر لوگ اپنی مرضی کی شریعت نافذ کرنا چاہیں گے اور جبر کے ذریعے نافذ کرنا چاہیں گے تو پھر اس ملک میں جو حالات ہوں گے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ابھی راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ وزیر اعظم صاحب نے کل اور پرسوں بھی کہا لیکن مجھے ان کی ایک بات بڑی عجیب لگی، انہوں نے کل یہ فرمایا کہ بڑے positive signals آرہے ہیں اور مذاکرات بڑی صحیح سمت میں جا رہے ہیں اور غالباً مجھے محسوس ہوا کہ شاید وہ ان سے مطمئن بھی ہیں۔ دوسری طرف طالبان کے ترجمان نے ایک interview میں یہ فرمایا ہے کہ اگر ہم آئین کو تسلیم کرتے اور آئین کو مانتے تو ہمیں اتنی لڑائی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم آئین کو نہیں مانتے، ہم اسی لیے سارا کچھ کرتے ہیں۔ ایک طرف TTP کا ترجمان یہ کہتا ہے اور دوسری طرف ہمارے وزیر اعظم یہ کہتے ہیں کہ مذاکرت صحیح direction میں جا رہے ہیں۔ ہمارے سامنے اس طرح کے بیانات آتے ہیں تو لوگوں کے ذہنوں میں جو confusion ہے، اس میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ مذاکرات ہو رہے ہیں لیکن اس دوران دہشت گردی کے چند واقعات بھی ہو گئے۔ پشاور میں آج بھی خود کش حملہ ہوا ہے، اس سے پہلے ایک سینما میں ہوا، قصہ خوانی بازار میں ہوا جس میں غالباً نو دس لوگ شہید ہوئے۔ TTP نے انکار کیا کہ ہم نے یہ حملے نہیں کئے، ہم یہ مان لیتے ہیں، بالکل نہیں کئے ہوں گے، اگر کہہ رہے ہیں تو نہیں کئے ہوں گے لیکن کوئی تو ایسی طاقت ہے جس نے حملے کئے ہوں گے، کوئی ایسا group موجود ہے جو دھماکے بھی کر رہا ہے اور لوگوں کو مار بھی رہا ہے۔ حکومت اگر مذاکرات کے دوران TTP کے خلاف کارروائی نہیں کرنا چاہتی تو اچھی بات ہے تاکہ مذاکراتی عمل خراب نہ ہو۔ وہ لوگ جو یہ حملے کر رہے ہیں اور پشاور کے قصہ خوانی بازار والے حملے کو کسی نے بعد میں مانا بھی تھا۔ TTP پشاور sector کے سربراہ نے مانا، انہوں نے مانا کہ ہم نے کیا ہے، حکومت اگر TTP کے لوگوں کے خلاف کارروائی نہیں کرنا چاہ رہی تو نہ کرے لیکن وہ لوگ جو مذاکراتی عمل کے دوران حملے کر کے اس مذاکراتی عمل کو خراب کرنا چاہتے ہیں، ان کے خلاف تو کوئی کارروائی کرے، اگر آپ کارروائی نہیں کریں گے تو پھر کوئی بھی حملے کرتا

رہے گا۔ یہ سلسلہ نہیں رکے گا کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ہم حملے کرتے رہیں گے، حکومت مذاکرات میں engage ہے، وہ ادھر لگی رہے گی، ہم اپنا کام کرتے رہیں گے۔ اس ملک میں اس طرح کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے، ہمیں اس سے نکلنے کے لیے کوئی واضح حکمت عملی دینی چاہیے۔ رضا ربانی صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ کوئی پارلیمانی کمیٹی ضرور ہونی چاہیے۔ بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ حکومت نے جو کمیٹی بنائی ہے، اس میں تو کوئی سیاسی لوگ نہیں ہیں لیکن طالبان نے جو کمیٹی بنائی ہے، اس میں تمام سیاسی لوگ ہیں، کوئی MPA رہا ہے، کوئی MNA رہا ہے، کوئی کسی جماعت کا ہے اور کوئی کسی جماعت کا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم نے جو پانچ لوگ منتخب کئے ہیں، ہم نے ان سے پہلے رابطہ کیا ہے اور ان سے پوچھ کر ان کے نام کمیٹی میں ڈالے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس میں بعد میں عمران خان صاحب withdraw کر گئے، انہوں نے کہا کہ میں نہیں جاتا پھر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے نمائندے کو بھی withdraw کر لیا۔ میں نے مفتی کفایت اللہ صاحب کی بات internet پر پڑھی، انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں جانا چاہیے تھا، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا حکم تھا، وہ نہیں گئے لیکن ان کا خیال تھا کہ ان کو جانا چاہیے تھا۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک ایسی تنظیم جس کو دہشت گرد کہتے ہیں، اس نے تو سیاستدانوں پر مشتمل کمیٹی بنا دی اور یہ حکومت جو سیاستدانوں پر مشتمل ہے، اس نے کسی سیاسی جماعت کا نمائندہ اس میں شامل نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں اور میں اس پر ہی اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ابھی debate جاری ہے، points of order last half an hour میں ہوں گے، is there anything wrong in the proceedings? But this was decided in the House Business Advisory Committee already. جی آپ بات کریں۔

چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے تھوڑی دیر پہلے تجویز دی تھی کہ نام بہت زیادہ ہیں، اگر اس list کو مختصر کر دیا جائے کیونکہ wind up بھی کرنا ہے۔ جناب! میری یہ تجویز ہو گی کہ یہاں پر جتنے بھی honourable Senators ہیں، وہ مختلف علاقوں کو represent کرتے ہیں اور صوبوں کو represent کرتے ہیں۔ مجھے پتا چلا ہے کہ آج اجلاس ہو گا تو کل اجلاس نہیں ہو گا، پرسوں اجلاس ہو گا، جمعرات کو اجلاس نہیں ہو گا، میری یہ تجویز ہے،

اگر یہ ممکن ہو تو اجلاس کی continuity رکھی جائے اور سب کو موقع دیا جائے تاکہ اپنا point of view بیان کیا جا سکے۔ جناب! میرے علاقے رحیم یار خان میں آگ لگی ہوئی ہے، پرسوں تین دھماکے ہوئے ہیں، وہاں پر پورے ضلع میں بے چینی ہے، اگر اس پر بات کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ Interior Minister کا ایک دن مقرر کر لیں، چاہے جمعرات یا جمعہ کا مقرر کر لیں اور وہ اس دن جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ میرے پاس ایسی کوئی suggestion نہیں ہے کہ کل اجلاس نہیں ہے۔ جی قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر اعتزاز احسن (قائد حزب اختلاف): میں نے قائد ایوان سے دریافت کیا ہے اور ان کی رضامندی بھی لی ہے اور میرے خیال میں ہم دونوں میں اتفاق ہے کہ کل بھی اجلاس ہو تو یہ debate کم از کم کل تک چلے۔

جناب چیئرمین: اعتزاز احسن صاحب! آپ نے بالکل درست فرمایا ہے لیکن let us decide it کہ یہ کل conclude ہو جائے گی کیونکہ still I have got 14 other names تو آپ اس پر دیکھ لیں کہ for last three days we are already on this discussion. If you may kindly decide or agree on it that it could be concluded tomorrow then it would be good enough. جی قائد ایوان۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب! ہماری آج صبح سے یہی تجویز تھی کہ تقریروں کا دورانیہ ذرا کم کر دیا جائے کیونکہ major points تو آ چکے ہیں ماسوائے repetition کے اس میں مزید اضافہ نہیں ہو رہا۔ کل اس کا دورانیہ کم کیا جائے تو یہ کل conclude ہو سکتی ہے اور آج بھی Minister of State for Interior موجود ہیں اور یہ اسی لیے تشریف لائے تھے کہ شاید آج ہی conclude ہو جائے گی تو یہ conclude کر دیں گے، اگر ان تقاریر کا دورانیہ کم کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: دورانیہ آپ suggest کر لیں، we come down to five minutes.

سینیٹر محمد زاہد خان: جب گورنمنٹ کا ممبر کہہ رہا ہے اور وہ درمیان والی چھٹی ختم کر رہے ہیں تو پھر اجلاس ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اس پر تو راجہ صاحب نے agree کیا ہے کہ کل ہم اجلاس کر لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آگے بھی مسلسل اجلاس چلائیں اور اسے continue رکھیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! this is another issue کہ کل کے Orders of the Day پر questions نہیں ہیں۔

We don't have questions for tomorrow because we did not receive any intimation from the Ministry of Parliamentary Affairs regarding the questions. Whatever is the sense of the House, I will follow that. Molana Abdul Ghafoor Haideri *sahib* on this motion.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! امن و امان کے حوالے سے مسئلہ زیر بحث ہے اور اس میں طالبان سے مذاکرات کی بات بھی ہو رہی ہے۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ چند مہینے پہلے میاں نواز شریف صاحب نے All Parties Conference بلائی تھی، جس میں حکومت میں شامل جماعتیں، اپوزیشن کی تمام جماعتیں اور وہ جماعتیں جو پارلیمنٹ میں وجود نہیں رکھتیں، ان کو بھی بلایا گیا تھا اور نہ صرف کہ حکومت یا سیاسی جماعتیں تھی بلکہ پاکستان کی عسکری قیادت کے ذمہ داران بھی اس کانفرنس میں موجود تھے۔ سب نے مل کر یہ طے کیا کہ جو قبائلی علاقوں میں یا بلوچستان میں اضطراب اور شورش پائی جاتی ہے اس سلسلے میں وہاں مذاکرات کے ذریعے مسائل کو حل کیا جائے۔ جب یہ اعلان اس کانفرنس کے بعد ہوا تو جو پاکستان کی مخالف اور دشمن قوتیں تھیں وہ متحرک ہو گئیں کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اب تمام سیاسی جماعتیں، عسکری قیادت اور حکومت سب ایک پیلٹ فارم پر آگئے ہیں، اب شاید نتیجہ خیز مذاکرات ہوں جن کے نتیجے میں پاکستان میں امن قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ قوتیں متحرک ہو گئیں، جنرل نیازی کی شہادت اور پھر چند دنوں بعد حکیم اللہ محسود ڈرون حملے میں جاں بحق ہوئے اور اس طرح اس قومی اتفاق رائے کو، پارلیمنٹ اور تمام جماعتوں کی اس متفقہ رائے اور کوشش کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکستان کے دشمن کیا چاہتے ہیں، وہ ہمیں جنگ میں الجھانا چاہتے ہیں۔ اب یہ ہماری دانش ہونی چاہیے کہ ہم اس جنگ سے کیسے نکل سکتے ہیں۔

میں نے اس پر بات نہیں کرنی کہ طالبان کا موقف کیا ہے، وہ کیا سوچتے ہیں، وہ صحیح ہیں یا غلط ہے۔ میری نظر میں جو ان کا کردار ہے اسے ہم نے ماضی میں بھی condemn کیا ہے اور اب بھی ہم

اسی موقف پر قائم ہیں۔ ان کے طریقہ کار سے پاکستان کے عام علماء بھی اتفاق نہیں کرتے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا ایک موقف ہے، جسے میں صحیح نہیں مانتا اور جسے شاید ہاؤس میں بھی کوئی درست نہ مانتا ہو لیکن ہمارے ملک میں ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے ہماری economy رکی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے پورے ملک میں خوف کا عالم ہے، جس کے اثرات کراچی اور بلوچستان پر مرتب ہو رہے ہیں۔ ہم اس مسئلے کو قوت اور طاقت کے ذریعے کچل سکتے ہیں یا مذاکرات کے ذریعے کچل سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں رائے دوں گا تو یہ میری رائے ہو سکتی ہے۔

All Parties Conference میں تمام سیاسی جماعتوں کی قیادت نے اس پر اتفاق کیا ہے اور اگر ہم اس کو پھر سے متنازعہ بناتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی قیادت کے ان فیصلوں پر اعتماد نہیں کرتے۔ جہاں تک شریعت کی بات ہے تو آپ سب کہتے ہیں کہ یہ آئین شریعت کی بات کرتا ہے، شریعت آئین میں ہے۔ جناب چیئرمین! میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ کیا آئین کو بنے ہوئے چالیس سال نہیں ہوئے، آئین کہتا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے، آئین کہتا ہے کہ مملکت کا ریاستی مذہب اسلام ہے، قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں قانون سازی ہو گی، قرآن و سنت کے منافی قوانین کو ختم کیا جائے گا، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کی جائے گی۔ کیا چالیس سال میں ہم نے آئین کو سامنے رکھ کر ان دفعات پر عمل کیا، چالیس سال سے لے کر آج تک یہ تمام دفعات منجمد ہیں۔ تو پھر ظاہر ہے کہ اگر میں اس حوالے سے بات نہیں کروں گا تو آپ میں سے کوئی بات کرے گا، پارلیمنٹ سے باہر کوئی بات کرے گا کہ آخر یہ آئین کس لیے ہے، جسے ہم متفقہ دستاویز کہتے ہیں، جس پر اس وقت بھی تمام جماعتوں کا اتفاق ہوا تھا اور بالخصوص اس وقت جو میری قیادت تھی مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا شاہ احمد نورانی صاحب، مولانا عبدالحق صاحب، ان تمام پارلیمنٹ کے ممبران نے اس آئین پر اتفاق کیا تھا۔ اتنی بڑی شخصیات قانون کو مرتب کریں اور اب اگر کوئی اٹھ کر کہے کہ میں اس آئین کو نہیں مانتا تو میں یہ حق کسی کو نہیں دینا چاہتا اور نہ اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ متفق علیہ کو متنازعہ بنائے، لیکن سوال یہ ہے کہ ان متفق علیہ پر عمل کس حد تک ہوا اور آج ہمیں جو مشکلات درپیش ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ہمیں بھی تھوڑا سا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا ہو گا کہ کیا کہیں ہم اس ضمن میں مجرم تو نہیں ہیں، ہم آئین پر عمل درآمد کرانے میں کوئی غفلت تو نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! مذاکرات جیسے تیسے شروع ہو چکے ہیں اور ہم سب کا تعلق ان جماعتوں سے ہے جنہوں نے All Parties Conference میں اتفاق کیا تھا تو ہمیں آٹھ دس دن تھوڑا سا صبر کرنا چاہیے، جب تک یہ مذاکرات ہیں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ان کے کیا نتائج نکلتے ہیں، اگر اچھے نتائج نکلتے ہیں تو میرے خیال میں یہ ملک کے لیے بہتر ہوں گے۔ ہم جو ہمیشہ طاقت کے استعمال کے خلاف بات کرتے ہیں، اس کی ایک بنیادی وجہ ہے اور جیسے میں نے کھل کر یہ بات کہی کہ طالبان کے کردار سے نہ میرا، نہ میری جماعت کا نہ میرے کسی کارکن کا اتفاق ہے لیکن ملک تو ہم سب کا ہے، وہاں جو جوان شہید ہورہے ہیں وہ ہمارے بچے ہیں۔ اگر ہم طاقت استعمال کرتے ہیں اور خدانخواستہ کوئی ایسا ردعمل آتا ہے اور یہ لوگ پورے ملک میں پھیل جاتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ گوریلا جنگ میں لشکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک ایسا mind set بنا ہوا ہے کہ اسے تو مرنا ہے، وہ کہتا ہے میں نے مرنا ہے۔ اگر اس کی سوچ اس طرح کی بنی ہوئی ہے تو پھر ہمیں ملک کو اس طرف جانے سے بچانا چاہیے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو ہماری رائے ہے وہ یہ ہے کہ فی الحال ہماری سب جماعتیں تھوڑا سا انتظار کریں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دلدل اور مشکل سے نکالے۔ آج ہمارے ملک میں طالبان سے ہٹ کر جو صورت حال ہے وہ بھی اچھی نہیں ہے۔ تو اس حوالے سے میری گزارش ہوگی، میں نے شاید آپ کا زیادہ وقت لیا۔ جو کام شروع ہوا ہے اور حکومت اس حوالے سے نیک نیت ہے اور طالبان نے بھی جو ذمہ دار لیے ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں۔ میں نے اپنی جماعت کا رکن واپس لیا ہے اس کی بہت ساری حکمتیں ہوسکتی ہیں اور کسی اور موقع پر ان کا اظہار ہوسکتا ہے لیکن ہم دعا گو ہیں کہ اللہ کرے یہ مذاکرات شروع ہوئے ہیں تو نتیجہ خیز ہوں، جن کے نتیجے میں ہمارے ملک میں امن آئے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر نجمہ حمید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ law and order کی صورت حال تب سے خراب ہے جب سے ایک آمر نے 1999 کو جمہوری عمل کو ختم کیا اور اس وقت سے آج تک امن و امان کی صورت حال خراب ہی خراب ہے۔ جب جمہوری حکومتوں کو ختم کرکے کوئی آمر آئے گا تو پھر ایسے حالات ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہماری جمہوری حکومت کے ساتھ ہوا اس کے بعد کی یہ صورت حال ہے اور ابھی تک ہم اس کو کنٹرول نہیں کرسکے۔

جناب چیئرمین! جب آمر آیا تھا تو اس نے ہمارے ملک کو امریکہ کے حوالے کیا۔ امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دی اور اپنے ایئر پورٹس بھی ان کو استعمال کے لیے دیے۔جب امریکہ کو اس طرح مسلط کیا اپنی حکومت کو بچانے کے لیے تو پھر یہ صورت حال بنی ہے۔لال مسجد کا واقعہ بھی ان ہی دنوں میں ہوا۔ اس وقت سے امن و امان کی صورت حال خراب ہوئی اور اس کو اب تک ہم کنٹرول نہیں کر سکے باوجود اس کے کہ ہم نے بہت محنت کی۔ میاں نواز شریف کی ذاتی کوشش بھی یہی ہے کہ حالات پر کنٹرول ہوسکے۔ حکومت نے پولیس والوں کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا مگر ابھی تک حالات وہی ہیں۔فوج کو مراعات دیں سب کچھ کیا مگر میں سلام پیش کرتی ہوں کہ ہمارے فوجی اور پولیس کے جوانوں اور افسروں نے اپنے ملک کی سالمیت کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔جو شہدا ہیں ان کی مائیں بھی مبارکباد کی مستحق ہیں۔میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں۔ ہم ان کو جو کچھ بھی دیں مگر ان کو بیٹے اور بچوں کو باپ کا سایہ تو نہیں دے سکتے۔ اس صورت حال میں ہمارے ملک کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! میں چوہدری نثار علی خان صاحب کو ، وزیراعظم صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب کو کہتی ہوں کہ وہ اس مسئلے کے حل کے لیے بہت زیادہ کام کر رہے ہیں اور میری دعا ہے کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہوں۔وزیراعلیٰ نے پولیس والوں کی تنخواہیں بھی بڑھائی ہیں اور ان کو پلاٹ دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔امن و امان کی صورت حال کچھ کنٹرول تو ہوئی ہے مگر پوری طرح وہ ماحول نہیں بنا جیسا کہ عورتیں شام کو پارکوں میں بچوں سمیت بے فکر سیر کرتی تھیں اور بچے بے فکر ہو کر سکولوں میں جاتے تھے۔شام کو سڑکوں پر گہما گہمی ہوتی تھی لوگ اطمینان سے گھومتے پھرتے تھے، اب تو شام ہوتے ہی گیٹ بند کر دیے جاتے ہیں کہ حالات خراب ہیں ۔ بچوں کو والدین خود جا کر سکول کے اندر چھوڑتے ہیں اور لے کر آتے ہیں۔ کل ہی کی بات ہے کہ راولپنڈی سیٹلائٹ ٹاؤن کے ایک گھر میں شام کو ڈاکو داخل ہوئے اور گولیاں چلائیں ، لوگ مارے اور لوٹ مار کر کے چلے گئے۔جب تک ہمارے حالات ٹھیک نہیں ہوتے ، ملک کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے جان نہیں چھوٹتی، اس وقت تک حالات ٹھیک نہیں ہوسکتے۔ افغانستان کے حالات دیکھیں وہاں بھی امریکی فوج کے عمل دخل سے حالات خراب ہیں اور ہمارے بارڈر کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ کراچی کے حالات دیکھ لیں ، ہمارا روشنیوں کا شہر اب اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے، کاروبار بند ہیں لوگ بے روزگار ہیں۔ آئے روز بے گناہ لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ ملک میں اگر جمہوری عمل اور جمہوریت بحال رہے تو ایسے حالات نہ پیدا ہوں۔میں سمجھتی ہوں کہ اسلام آباد ، راولپنڈی اور پورے پاکستان میں اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ جب تک امریکہ کی اجارہ داری ختم

نہیں ہو گی اس وقت تک حالات صحیح نہیں ہوں گے۔اگر یہ کنٹرول کرنا ہے تو سختی بھی کریں اور یہ جو ڈرون حملے کرنے کی اجازت دی گئی تھی اس کو بھی ختم کریں۔ لال مسجد میں یتیم بچیوں کی چیخیں ہمارا پیچھا کر رہی ہیں اور ان کا کوئی پتا نہیں چل رہا۔ان کے لواحقین آج بھی ان کی یاد میں وہاں آ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ ان حالات کو ٹھیک کرنے کی کوشش تو بہت ہو رہی ہے۔ چوہدری نثار صاحب بھی بڑی محنت کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ہم امن و امان کی صورت حال کو بہتر نہیں کرسکے۔حالات بہت زیادہ گھمبیر ہیں ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مختار دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختار احمد دھامرا عرف عاجز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس موضوع پر بات ہو رہی ہے میں بھی اپنی Leadership کی پالیسی کوfollow کرتے ہوئے صرف اتنا کھوں گا کہ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ بات چیت کا جو عمل جاری ہے، تمام جماعتیں اور خاص طور پر میری جماعت اور اس کے ساتھ تمام پاکستانی قوم اور مسلح افواج کے جوان جنہوں نے اس جنگ میں بہت بڑی قربانی دی۔اس جنگ میں خاص طور پر حقیقی لیڈر شپ کا کردار ادا کرتے ہوئے میری لیڈر ، اس قوم کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے جو قربانی دی آج پوری قوم اس قربانی پر فخر کرتے ہوئے یہ امید لگائے بیٹھی ہے کہ پاکستان کے اندر وہ حالات ایک مرتبہ پھر سے آجائیں ، وہ صورت حال ایک مرتبہ پھر سے پیدا ہو جائے جس کے لیے اس قوم کی لیڈر شپ نے جدوجہد کی اور قربانیاں دیں۔

جناب چیئرمین! میں وہ الفاظ نہیں دہراؤں گا جو میرے معزز اراکین نے اس سے پہلے بات کی ہے۔میری خواہش ہے کہ پاکستان کا آئین جو کہ ایک متفقہ آئین ہے، جو متفقہ دستور ہے اس کو چیلنج کرتے ہوئے کوئی قوت بات چیت کے عمل کو آگے بڑھانا چاہتی ہے تو یہ نہایت ہی افسوس ناک صورت حال ہے۔جو مطالبے سامنے آئے ہیں ان میں سے چند وہ مطالبے کہ ان لوگوں کو جیلوں سے رہا کر دیا جائے جو میرے بچوں ، ماؤں ، بہنوں ، بزرگوں اور مسلح افواج کے جوانوں کے قتل میں ملوث ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ شریعت میں ہے کہ انسان کے قتل میں ملوث کسی بھی قاتل کو کوئی دوسرا فرد معاف نہیں کرسکتا۔ قتل یا شہید ہونے والے کے ورثاء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے معاف کریں۔ اس جنگ کے تمام شہداء جن کی تعداد ہزاروں میں ہے، یہ کسی کو اختیار حاصل نہیں کہ کسی کی خواہش پر ان کو یہ قتل

معاف کردیے جائیں۔ لہٰذا، ریاست کو بطورِ ریاست اس بات کو handle کرنا پڑے گا۔ کسی کو اختیار نہیں، ریاست کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ ہزاروں بے گناہ شہداء کے قتل میں ملوث ان رنگے ہاتھوں کو دھودیں اور معاف کردیں۔ لہٰذا، جو لوگ آئین کو side پر رکھتے ہوئے شریعت کے نفاذ کی بات کرتے ہیں تو میں شریعت کا یہ point بھی raise کررہا ہوں کہ شریعت میں بھی کسی کو اختیار نہیں ہے کہ کسی قاتل کو خود سے معافی دی جائے۔

جس کمیٹی کا انہوں نے اعلان کیا ہے، اب اس بحث میں پڑے بغیر کہ ان کی capacity کیا ہے، ان کے سامنے جو یہ مطالبے کررہے ہیں، جو بہت کھلم کھلا یہ بیانات دے رہے ہیں کہ وہ آئین کو نہیں مانتے، لہٰذا، مجھ سمیت پوری قوم کے ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کے متفقہ آئین، جو اسلامی آئین ہے، جو اسلامی دستور ہے، جو اس پارلیمان سے unanimously pass ہونے والا آئین ہے، اگر کوئی فرد، کوئی گروہ from beginning, primary stage سے چلنے والی بات چیت میں اسے ردّ کرتا ہے تو باقی بات چیت کی کیا افادیت رہ جاتی ہے؟ لہٰذا، ان تمام خدشات کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی اور مجھ سمیت تمام وہ سیاسی کارکن جو victim ہیں اس جنگ میں، بہت بڑی حد تک victimized ہیں، لیڈرشپ کی قربانیاں ہیں مگر ہماری خواہش ہے کہ بات چیت کا یہ عمل آخری حد تک جانا چاہیے تاکہ پھر یہ تاثر پیدا نہ ہو کہ کسی نے بات میں گڑبڑ کی۔

اس کے ساتھ مجھے ایک خدشہ بھی ہے اور وہ یہ کہ تیسری قوت ملوث ہے۔ یہ الفاظ ہیں اس ملک کے حکمرانوں کے، وزیرِ داخلہ کے کہ شاید کوئی تیسری قوت ملوث ہے۔ جب ڈرون حملے ہوتے ہیں تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ امریکہ نہیں چاہتا کہ بات چیت کا عمل کامیاب ہو مگر اب کوئی ڈرون حملہ نہیں ہوا ہے۔ اب پشاور میں جس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو ہمیں یہ لگتا ہے، ہمیں بھی حکمرانوں کی طرح یہ خدشہ ہے کہ بات چیت کے اس عمل کو سبوتاژ کرنے کے لیے کوئی تیسری قوت یقیناً ملوث ہے۔ اس کو identify کون کرے گا؟ اس کے خلاف کارروائی کون کرے گا؟ جو پوری قوم امید لگائے بیٹھی ہے، ریاست جو امید لگائے بیٹھی ہے، امیدیں پوری قوم کی ہیں، امیدیں تمام سیاسی جماعتوں کی ہیں مگر ذمہ داری ریاست کی ہے کہ فوری طور پر ان چہروں کو بے نقاب کریں جو بات چیت کے اس عمل کو ناکام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ انہیں بے نقاب بھی کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے۔ اگر ہم نے اپنی پالیسی اس parameter پر رکھی کہ تیسری قوت کو جو کرنا ہے کرے، ہم صرف بات چیت کریں گے تو جناب! مجھے خطرہ ہے اس بات چیت کی ناکامی کا۔ اللہ نہ

کرے، اللہ نہ کرے، میں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ اللہ نہ کرے کہ بات چیت کا یہ عمل ناکام ہو مگر جو دھماکے ہو رہے ہیں، جو تیسری قوت کا رونا رویا جا رہا ہے، بہرحال یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ گروپ جو اپنے آپ کو بات چیت کے عمل سے باہر رکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح کی کارروائیاں continue رکھنا چاہتے ہیں، ان کے خلاف کارروائی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ جو گروپ بات چیت نہیں کر رہے ہیں مگر بات چیت کے عمل کے حوالے سے ہم صرف پرامن رہیں اور ان کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ کارروائیاں کریں، پھر کوئی آکر ٹیلی وژن پر بولے کہ ہمیں یہ آئین نہیں چاہیے، کوئی دھماکے کرے مگر ہم صرف بات چیت کی امید لگائے اگر خاموشی سے رہے تو جناب چیئرمین! آنے والے دنوں میں اس پاکستانی قوم کو، ان بچوں کو، ان بزرگوں کو بھگتنا پڑے گا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ بات چیت کے عمل کو continue رکھتے ہوئے، آپ کو ان تیسری قوتوں کو بے نقاب کرنا پڑے گا، ان کے خلاف کارروائی کرنا پڑے گی اور آئین کی رٹ بحال رکھنی پڑے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب! ڈائیلاگ کی بات کی جا رہی ہے۔ حکومت سے تعلق رکھنے والے ہماری کچھ ساتھیوں نے کہا کہ حکومت کو وقت دیں کہ وہ negotiations کرے اور ابھی آپ تجزیہ پیش نہ کریں۔ حکومتی کمیٹی کی جب announcement ہوئی تو اپوزیشن نے اسے welcome کیا۔ اپوزیشن نے ساتھ یہ کہا کہ دیر آید درست آید، چار مہینے گزرنے کے بعد بھی اگر ایک کمیٹی بنی، کیونکہ لوگ مر رہے ہیں اور خون بہہ رہا ہے۔ آج بھی پشاور میں دو دھماکے ہوئے ہیں۔ وہ جس کو کوئی طالبان خان کہتا ہے اور کوئی سونامی خان کہتا ہے، وہ کہتا ہے کہ ڈالر کے عوض یہ خون بہہ رہا تھا۔ اس سے میں پوچھتا ہوں کہ جب آپ آئے تو اس بات کو تو چھوڑو کہ تمہاری اپنی پارٹی تم پر تین ملین ڈالر کا الزام جھوٹا یا سچا لگا رہی ہے کہ اس کا حساب کتاب دو اور تم نہیں دے سکتے۔

میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ دوسری جانب سے جو کمیٹی آئی، جو طالبان کی بات کی جاتی ہے، اس میں پانچ ممبرز تھے، پہلے عمران خان چلا گیا، پھر مولانا صاحب کے بندے کو withdraw کیا گیا، پھر مولانا عبدالعزیز چلا گیا، کل سمیع الحق بھی نہیں تھا اور ایک ممبر وزیرستان چلا گیا۔ پانچ میں سے چلتے چلتے وزیرستان ایک پہنچ گیا۔ اب اس ایک ممبر کی کیا credibility ہو گی۔ کیا وہ ہماری جو حکومتی کمیٹی ہے، وہ اس کو accept کرے گی؟ کیا وہ مولانا عبدالعزیز کے ساتھ بھی بیٹھے گی جس طرح حاجی صاحب

نے کہا کہ کل اس سے ایک اینکر نے سوال کیا کہ جب یہ لڑائی شروع ہو گئی تو آپ نے کہا کہ جو اس طرف سے لوگ مر رہے ہیں، ان کے جنازے پڑھنا بھی گناہ ہے۔ اگر ایک شخص جو ہماری فوج سے تعلق رکھتا ہے یا پھر ہمارے عوام جو بے گناہ مر رہے ہیں، ان کے متعلق یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ان کا جنازہ بھی گناہ ہے تو آپ پھر بتادیں کہ ہم اس سے کس طریقے سے dialogue کریں۔ کیا ہم نے اس کے متعلق سوچا ہے؟ جس طریقے سے بات چل رہی ہے، یعنی ابتداء تو پانچ سے ہوئی اور آخر میں ایک رہ گیا، ابھی وہ ایک جب آئے گا اور ان کو بتائے گا تو وہ جو چار یا تین اور بیٹھیں گے، ان کی اس میں کیا contribution ہے؟ ہیلی کاپٹر مانگا گیا، ہیلی کاپٹر دیا گیا، پھر مولانا سمیع الحق صاحب کیوں نہیں گئے؟ اس نے اپنی طرف سے ایک اور بندہ کمیٹی میں ڈال دیا جو طالبان نے نہیں کہا تھا۔ یہ واقعی صحیح بات ہے کہ جو طالبان نے اپنے لوگ announce کئے، وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سب سے پہلے نام عمران خان کا لیا تھا کہ ہم نے عمران خان سے پوچھا اور پھر ہم نے ان کا نام ڈال دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی، کل ہمارا ایک دوست جو اس پارلیمنٹ سے تعلق رکھتا ہے، ٹی وی پر کہہ رہا تھا جب پیپلز پارٹی اور اے۔این۔پی کی حکومت تھی تو وہ بھی ایک banned تنظیم، تحریکِ طالبان پاکستان کے ساتھ مذاکرات کررہے تھے۔ میں floor of the House پر یہ بات واضح کررہا ہوں چونکہ میں اس کا حصہ تھا۔ میں پہلے دن سے اس کے ساتھ dialogue کررہا تھا۔ اس نے ایک صوفی محمد کا نام لیا۔ صوفی محمد یا اس کی تنظیم پر کوئی پابندی نہیں تھی، چونکہ جب افغانستان کی جنگ شروع ہوئی تھی تو وہ اپنے لوگوں کو لے کر گیا تھا اور پھر واپسی پر اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ جب ہم agreement کررہے تھے، یہ بہت اہم point ہے، جب ہم ceasefire کا agreement کررہے تھے، ابھی باقی باتیں آخر میں ہونا تھیں، جب تحریکِ طالبان سوات نے کہا کہ آپ لکھیں 'تحریکِ طالبان پاکستان' تو ہم نے یہی point raise کیا کہ جناب 'تحریکِ طالبان پاکستان' banned ہے، ہم آپ کے ساتھ agreement نہیں کرسکتے۔ انہوں نے جا کر اپنے امیر بیت اللہ محسود سے وقت لے کر 45 منٹ تک dialogue کیے اور اس کے بعد آکر ہم سے تحریکِ طالبان سوات کی حیثیت سے معاہدہ کیا۔ ہم نے تحریکِ طالبان پاکستان سے معاہدہ نہیں کیا۔ اگر کوئی یہ بات کرتا ہے تو غلط کرتا ہے، میں انہیں challenge کرتا ہوں۔ ہم نے بالکل غلط کام نہیں کیا تھا۔ ہم نے آئین کے اندر رہتے ہوئے ساری باتیں کی تھیں، ہم نے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا تھا کہ فوج نکالو، ہم نے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا تھا کہ لوگوں کو رہا کرو بلکہ ہم نے یہ کہا تھا کہ آئین ہمیں جس بھی چیز کی اجازت دیتا ہے ہم اسے ماننے کو تیار ہیں۔ ہمارے کچھ محترم anchors

حضرات ایسے بھی ہیں جو study نہیں کرتے، وہ کم از کم اس معاہدے کو تو پڑھ لیتے، وہ معاہدہ ہر جگہ موجود ہے کہ اس میں تحریکِ طالبان سوات لکھا گیا ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صوفی محمد کے ساتھ، تو صوفی محمد کے ساتھ الگ agreement ہوا تھا، اُس کا اس سے تعلق نہیں تھا، میں اور صفائی نہیں دینا چاہتا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم لوگ مرتے رہیں گے؟ خود کش حملے ہوتے رہیں گے؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے نہیں کیے تو مجھے بتائیں کہ پھر اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں؟ کیا حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہے؟ کیا عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے؟ سونامی خان وہاں جا کر ڈالر کی بات کرتے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج جن لوگوں پر خود کش حملہ ہوا اور جو لوگ شہید ہوئے وہ حملہ کس نے کیا؟ وہاں آپ کی حکومت ہے، آپ بتائیں، اگر یہ لوگ طالبان نہیں ہیں تو کوئی اور ہو گا، آپ انہیں پکڑیں تو سہی۔ یہ کام چاہے کوئی بھی کرے لیکن ذمہ دار حکومت ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری مرکزی حکومت کی صورت حال ایسی ہے کہ پارلیمنٹ بے خبر ہے، پارلیمنٹ کو dialogue کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔ Dialogue کے بارے میں ٹی وی پر جو بتایا جاتا ہے، ہم اسے ہی سنتے اور دیکھتے ہیں۔ وزیراعظم صاحب ادھر آنے کی زحمت تک گوارہ نہیں کرتے حالانکہ وزیراعظم صاحب کو یہاں آنا چاہیے، یہ بھی ایک ایوان ہے اور اگر وہ اس ایوان کو ترجیح دیں تو یہ ایوان ان کے لیے مضبوطی کا باعث ہے لیکن بد قسمتی سے جب سے یہ حکومت آئی ہے، میرے سارے پرانے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، جب یہاں ہمارے وزیراعظم صاحب نہیں آتے تھے تو یہ اٹھ کر بات کرتے تھے لیکن ہم ان سے زیادہ بات کرتے تھے۔ اس لیے وزیراعظم صاحب کو یہاں بھی آنا چاہیے۔ آج ہمارے ساتھی جو اُدھر جا کر بیٹھ گئے ہیں، اب وہ خاموش ہو گئے ہیں، وہ اپنے وزیراعظم کو یہ نہیں کہتے کہ جب اُن کی حکومت تھی تو ہم اُن پر الزام لگاتے تھے کہ آپ کے وزیراعظم ایوان میں کیوں نہیں آتے، آج اتنے بڑے issues ہیں، آپ اس ملک کی تقدیر کا فیصلہ کر رہے ہیں، اس ملک کے آئین کو کوئی اُدھر پھینک رہا ہے کوئی ادھر پھینک رہا ہے جبکہ آپ کے وزیراعظم یہاں آ کر policy بیان نہیں دیتے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم آئین کو نہیں مانتے، کوئی کہتا ہے کہ ہم آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے dialogue نہیں کریں گے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ تو انگریزوں کا آئین ہے تو پھر مجھے بتایا جائے کہ پارلیمنٹ کہاں رہ گئی؟

جناب چیئرمین! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ طالبان کی کمیٹی کہتی ہے کہ ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے messages لے کر جائیں گے اور طالبان سے بات

کریں گے، وہ آگے کیا مطالبہ کرتے ہیں؟ وہ آگے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وزیراعظم سے ملا دیا جائے تا کہ ہمیں یقین ہو جائے اور وہ صرف وزیراعظم پر ہی نہیں رکتے کیونکہ اس وقت وزیراعظم اٹھارہ کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہیں بھی یا نہیں ہیں، اگر حکومت اس سے اختلاف کرتی ہے تو وہ بتا دے۔ وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ ہماری ملاقات Army Chief and D.G ISI سے کروائیں، پھر پارلیمنٹ کہاں گئی؟ جمہوریت کہاں گئی؟ وزیراعظم صاحب کہاں گئے جو آج اٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں؟ ہم آپ کی بات کر رہے ہیں، آپ کے کسی ممبر نے بھی اسے یہ نہیں کہا کہ آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں؟ آپ سے حکومت بات کر رہی ہے جو elected government ہے، وزیراعظم پاکستان آپ سے dialogue کر رہے ہیں، آپ سے پارلیمنٹ کے ذریعے بات ہو گی لیکن کسی میں یہ جرات نہیں ہوئی کہ انہیں snub کرتا کہ آپ Army کو درمیان میں کیوں لا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا ہماری حکومت پر، اس پارلیمنٹ پر، آئین پر یقین ہی نہیں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو الیکشن لڑیں تو اپنے گھر سے بھی شاید ووٹ حاصل نہ کر سکیں، وہ لوگ ہماری کمیٹی کو یہ بات کہہ رہے ہیں، ہماری کمیٹی وہاں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہوئی ہے۔ قوم کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ کیا ہم اتنے بے بس ہو گئے؟ کیا ہمارے حکمران اتنے نیچے گر گئے کہ اب وہ لوگ ہم سے مطالبے کریں گے کہ ہمیں Army Chief سے ملوا دیں، ہمیں D.G ISI سے ملوا دیں، ہم ان سے بات کریں گے اور مطمئن ہوں گے تو پھر آپ مجھے بتائیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ یہ اٹھارہ یا بیس کروڑ عوام کہاں کھڑے ہیں؟ یہ پارلیمنٹ کہاں کھڑی ہے؟ وزیراعظم جنہوں نے اٹھارہ کروڑ عوام کے ووٹ لیے ہیں، وہ کہاں کھڑے ہیں؟ ان کی کیا حیثیت ہے؟ انہوں نے اپنی حیثیت ختم کر دی ہے۔ خدارا! اس ملک و قوم پر رحم کریں، اتنے نیچے نہ گریں کہ وہ آپ کو پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اگر وہ آپ کے ساتھ ایسا عمل کر رہے ہیں تو پھر آپ ان سے کیا توقع کریں گے کہ آپ کی بات سنی جائے گی، مانی جائے گی یا اس ملک میں امن آئے گا؟ جناب والا! یہ ممکن نہیں ہے، ہمیں اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرنی ہو گی۔ ہم کہتے ہیں کہ dialogue ہونے چاہییں، ہماری دعا ہے کہ یہ dialogue کامیاب ہوں اور امن آئے لیکن جب ان dialogue کی ابتدا ہی یہاں سے ہو کہ ہمیں Army Chief, D.G. ISI سے ملوایا جائے تو پھر میرے خیال میں وہاں بات ختم ہو جاتی ہے۔ اس کمیٹی کا ایک ممبر سامنے کہتا ہے کہ ہم اس آئین کو نہیں مانتے، پھر بھی ہمارے ممبران وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ windup کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میں windup کر لیتا ہوں۔ میں حکومت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس ملک اور قوم پر رحم کریں۔ آج بھی حملے ہو رہے ہیں، ان کے ذمہ دار کون لوگ ہیں؟ جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو تحریک طالبان اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دیتی ہے تو پھر کون لوگ یہ حملے کر رہے ہیں؟ لوگ کیوں مر رہے ہیں؟ کل کراچی میں واقعہ ہوا، کل رات گیس کی تین بڑی پائپ لائینیں دھماکے سے اڑائی گئیں، آج لنڈی کوتل اور پشاور میں دو دھماکے ہوئے ہیں، ان واقعات کے ذمہ دار کون لوگ ہیں؟ کیا حکومت یہی رٹ لگائی رکھے گی کہ ہم dialogue کریں گے؟ کیا حکومت یہی بات کرے گی یہ لوگ نہیں ہیں تو پھر قوم کو بتایا جائے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے، یہ صوبائی اور وفاقی حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے کہ آپ نے صوبائی حکومت کے ساتھ بیٹھنا ہے، آپ نے اس سے پوچھنا ہے، اگر آپ نے وہاں ایسے لوگ بٹھائے ہوئے ہیں جو آپ کی نمائندگی کرتے ہیں، اگر وہ بھی ایسے ہی خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں اور لوگ مر رہے ہیں تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، محمد جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! آج ایک بہت اہم موضوع پر discussion ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے سات آٹھ مہینوں میں law and order اس نہج پر نہیں پہنچا جس نہج پر آج کھڑا ہے۔ پچھلے بارہ سالوں کی ناکام حکومتوں کے نتیجے میں آج پاکستان کے عوام یہ دن دیکھ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس وقت resolutions pass ہوئے لیکن ان پر عمل نہیں ہوا، وہ ساری چیزیں بحث برائے بحث تھیں اور ان پر جو عملدرآمد ہونا تھا اسے prolong کیا گیا۔ جناب والا! ذرا دیکھیں تو سہی کہ ہمیں گیارہ مئی کو جو mandate ملا، اس وقت ملک کے کیا حالات تھے اور جب پانچ جون کو وزیراعظم پاکستان نے حلف لیا تو صرف دہشت گردی ہی نہیں بلکہ کراچی جیسے شہر میں بھتہ وصول کیا جا رہا تھا، کراچی شہر میں target killings میں روزانہ پچیس تیس بے گناہ لوگ مارے جا رہے تھے، بلوچستان میں بے گناہ لوگ مارے جا رہے تھے، کوئٹہ میں آئے دن واقعات ہو رہے تھے۔

جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ خیبر پختونخوا میں ANP کے بہت سارے لوگ شہید ہوئے، ان کی بہت زیادہ قربانیاں ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ civilians, Pakistan Army, Police کے لوگ بھی شہید ہوئے۔ اب یہ سارے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ جناب والا! ابھی کل میرے ضلع رحیم یار خان میں سوئی گیس کی پائپ لائنوں کو target کیا گیا، وہاں آگ جل رہی تھی اور بے گناہ دیہاتی مارے جا رہے تھے۔ law and order کی صورت حال کینسر کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پانچ جون کو جب وزیراعظم نے حلف لیا تو یہ صورت حال تھی لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت کی نیک نیتی اور وزیراعظم کی کیا will ہے؟ جناب چیئرمین! سب سے پہلے کراچی کو focus کیا گیا۔ کراچی میں جو killing ہورہی تھیں وہاں بالکل اضافہ نہیں کیا گیا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ وہاں تیس تیس لوگ مارے جا رہے تھے۔ وہاں ٹیم کا کپتان وزیر اعلیٰ سندھ کو بنایا گیا جو پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ تمام federal قوت چاہے وہ rangers کے حوالے سے ہو، intelligence کے حوالے سے ہو یا فنڈز کے حوالے سے ہو وہ صوبہ سندھ کو دی گئی۔ اس میں بہتری آئی اور خود وزیر اعلیٰ سندھ تسلیم کرتے ہیں کہ پچھلے سالوں کی نسبت جب ان کی اپنی حکومت تھی چالیس فیصد بہتری آئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد جو terrorism پر مشاورت کا عمل شروع ہوا تو 9 ستمبر کو اے پی سی بلائی گئی اور تمام political parties and military establishment کو وہاں بلایا گیا اور ان کو confidence میں لیا گیا۔ وہاں پر سب کی ایک رائے تھی کہ مذاکرات شروع ہونے چاہییں۔ مذاکرات شروع ہوئے تو ان کو sabotage کیا گیا۔ وہاں ڈرون حملہ کیا گیا لیکن حکومت اپنا فریضہ اور ذمہ داری آگے بڑھاتی گئی۔ اس کے نتیجے میں ہمیں میڈیا میں، talk shows میں، اخبارات میں کہا جاتا تھا کہ حکومت سنجیدہ نہیں۔ جناب چیئرمین، یہ تو مذاکرات کا عمل شروع ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگلی بات یہ ہے کہ اس سارے خطے میں جو آج خرابی ہے اور جس کا متحمل آج میرا ملک ہو رہا ہے اس میں ایک فریق امریکہ ہے، ایک فریق افغانستان ہے۔ اس پر امریکہ سے strategic dialogue شروع کیے گئے۔ یہ on record ہے کہ dialogue کے دروازے بالکل بند تھے۔ وزیر اعظم پاکستان وہاں گئے اور انہوں نے صدر اوبامہ سے کہا کہ ڈرون حملے بند کیے جائیں اور ان میں بہتری اور رکاوٹ آئی اور موجودہ سات ماہ کے اندر چودہ ڈرون حملے ہوئے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں اور بہتری آئے گی۔

جناب چیئرمین، اس کے ساتھ ساتھ جہاں حکومت نے strategic dialogue شروع کیے ، آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے Eastern border پر ہندوستان کے ساتھ جو حالات تھے اور cross-border firing ہورہی تھی۔ سات سال کے بعد DGMOs ملے اور جو دونوں طرف فائرنگ کے واقعات ہو رہے تھے وہ رکے لیکن tension آج بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے ہر اس سمت توجہ دی ہے جہاں دینی چاہیے تھی۔ سنجیدگی آپ یہاں سے دیکھیں کہ طالبان سے مذاکرات کرنے والے وفد کو جو بھی facility دی جاسکتی تھی دی گئی ہے۔ ان کو ہیلی کاپٹر فراہم کیا گیا ہے کہ جائیں ان سے مذاکرات کریں۔ ان کے پندرہ مطالبات آئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بالکل مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہتری آئے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم نے قانون سازی کی طرف بھی توجہ دی ہے کہ terrorists activities کرنے والے لوگوں کو قانون کی گرفت میں لایا جائے۔ موجودہ حکومت multi-dimensions پر کام کررہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہتری کا عنصر موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپوزیشن، حکومت اور ان تمام لوگوں کا مشاورتی عمل جاری رہنا چاہیے لیکن ایسی کوئی جادو کی چھڑی نہیں کہ آج یہ کہا جائے کہ اس جادو کی چھڑی سے فوراً سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ economy کا مسئلہ اسی کی وجہ سے ہے۔ energy کا مسئلہ اسی کی وجہ سے ہے۔

جناب چیئرمین! بحیثیت قوم ہمیں اپنے شہداء کو سلام بھی کرنا چاہیے اور یہ میں ضرور کہوں گا جیسے وزیراعظم نے کہا کہ یہ مذاکرات کا آخری موقع دیا جا رہا ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو حکومت کے پاس state کی writ قائم رکھنے کے لیے دوسرا option موجود ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you, Rehman Malik *Sahib*.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج کا میڈیا اور خاص طور پر کل سے جو باتیں پورے پاکستان میں سنی جارہی ہیں اس میں بہت سی important چیزیں ہیں کیونکہ it is a matter of public concern کہ آج حکومت کی ٹیم کس کے ساتھ بات کررہی ہے کیونکہ ٹی ٹی پی کے بہت سے factions ہیں۔ فضل اللہ اس وقت افغانستان کی گود میں بیٹھا ہوا ہے۔ کیا حکومت بتائے گی کہ وہ کونسے steps لیے گئے ہیں کہ فضل اللہ کو پاکستان لایا جائے یا کیا حکومت in

camera بتانا چاہے گی کہ کوئی وفد افغانستان گیا ہے جس نے فضل اللہ سے ویسے بات کی ہے جیسے ہم نے ملا برادران کو access دی تھی۔

میں سمجھتا ہوں اگر آپ 2004 کا طالبان کے ساتھ ہونے والا agreement اٹھا لیں، 2005 کا اٹھا لیں، 2008 کا اٹھا لیں تو آپ کو systematic قسم کی وہی چیزیں نظر آئیں گی، وہی demands نظر آئیں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا بہت اچھا قدم ہے اور حکومت نے جس عزم کا اظہار کیا ہم اس کو support بھی کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھا initiative ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آپ نے جو initiative لیا ہے اور آگے جس کے ساتھ آپ نے بات کرنی ہے ان کی نیت ٹھیک ہے کہ نہیں ہے۔ میں آج بھی کہوں گا اور پہلے بھی کہتا رہا ہوں کہ وہ بد نیت ہیں۔ اس لیے کہ اگر ان کی نیت ٹھیک ہے تو یہ ان کا ملک ہے، یہاں ان کے بچے پڑھتے ہیں۔ یہ اس ملک کا گرین پاسپورٹ استعمال کرتے ہیں۔ آج بھی عمرے پر جانے سے پہلے ان کے ہاتھ میں گرین پاسپورٹ ہوتا ہے۔ اگر وہ پاکستانی ہیں تو وہ کیوں جنگ بندی کا اعلان نہیں کرتے اگر وہ واقعی sincere ہیں اس وقت پاکستان کے intellectuals, politicians اور پاکستان کا ہر بچہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر یہ تین لفظ کہنے میں طالبان کو کیا قباحت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو قباحت ہے کیونکہ اس وقت طالبان اکٹھے نہیں ہیں۔ ان کے انیس سے بیس factions ہیں۔ میری طرف سے حکومت کو advice یہ ہوگی کہ سب سے پہلے یہ پتا کرایا جائے کہ کیا سارے طالبان ایک ٹیبل پر اکٹھے ہو کر یک زبان یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بات چیت کر رہے ہیں؟ اگر ایسی بات ہے تو ان dialogues میں افغانستان کو بھی on board لینی ہوگا۔ اس لیے کہ جب وہ افغان طالبان سے بات کرتے ہیں تو پاکستان کی حکومت کو وہ on board لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کی نانی ایک ہے، دونوں اکٹھے ہیں۔ ہوسکتا ہے طالبان بھی صلح کرنا چاہتے ہوں لیکن ان کو چلانے والے شاید نہ کرنا چاہتے ہوں۔

اب یہ وقت آگیا ہے کہ جو فیصلہ کرنا ہے اس میں پاکستان کے پوری عوام کی unity دکھائی دینی چاہیے اور جیسا کہ رضا ربانی صاحب نے اپنے points دیئے تھے کہ TOR ہونا چاہیے۔ کسی بھی مذاکرات کے لیے جب آپ TOR نہیں رکھتے، ایک objective نہیں رکھتے تو آپ آگے نہیں چل سکتے۔ میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ قانون کے تقاضوں کو بھی سامنے ضرور رکھنا چاہیے اور اس وقت وہ شق جو Anti-terrorism clause-16(a) اور اسی کا section 16 (b) میں بڑا clear ہے اور یہ خاص طور پر بتاتی ہے کہ آپ terrorists کے ساتھ کوئی بات نہیں کرسکتے۔ اس طرح registered

parties بھی آئین کے تابع ہیں اور وہ بھی آئین کے تحت register ہوئیں لہذا وہ کسی terrorist کے ساتھ table پر نہیں بیٹھ سکتیں۔ جب آپ اپنے ہی آئین کو نہیں سمجھتے اور آئین کو سامنے رکھ کر بات نہیں کرتے تو آپ کسی کو آئین پر بات کرنے پر مجبور کیسے کریں گے؟

اب یہ پندرہ demands جو آج میڈیا میں آئی ہیں اس پر پوری قوم پریشان ہے اور اس میں ایک یہ بھی کہ replace the democratic system of governance with the Islamic system. I have a question on the left side and all those who have been opposing that tell me a singe article which is against the essence of Islam. Have we ever done anything in the Constitution which speaks against Islam? اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ ان کی اپنی ایک شریعت ہے جو انہوں نے خود create کی ہے جس میں شاید suicide bombing, اور لوگوں کے گلے کاٹنا بھی شامل ہے۔ اس میں ایک چیز میں ضرور کہوں گا کہ اگر یہ مذاکرات ہو رہے ہیں تو کراچی میں کل آٹھ آدمی شہید کر دیے گئے کہ آپ مزار پر کیوں گئے؟ کیا ان چیزوں کی clarification آنی چاہیے یا نہیں آنی چاہیے۔ میری آج بھی Leader of the House سے demand ہے and Prime Minister of Pakistan سے کہ please خدارا! آئیے یہاں پر joint session بلائیں اور اپنے DG. ISI and D.G IB کو بلائیں اور خود بھی بتائیں کہ آخر اس وقت کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں confidence میں لیں۔ ہم بحیثیت قوم آپ کے ساتھ ہیں، بحیثیت اپوزیشن ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہماری پوری پارٹی نے اس کو support کیا ہے۔ پوری اپوزیشن نے support کیا ہے۔ اگر کوئی اس کو sabotage کرنے جا رہا ہے، کل وزیر داخلہ صاحب کی بڑی اچھی statement تھی کہ اگر کوئی باہر سے sabotage کرے گا تو وہ پاکستان کا دشمن ہوگا۔ میں ان کی statement کو support کرتا ہوں۔ ان کو point out کرنا چاہیے who are those enemies of Pakistan, who are behind the scene doing all that? آج اپوزیشن کہتی ہے کہ مذاکرات ہوں، Government کہتی ہے کہ مذاکرات ہوں، عوام کہتی ہے کہ مذاکرات ہوں، کون ہے جو ان مذاکرات کو sabotage کر رہا ہے؟ آخر وہ کون ہے جو ان کو fire بندی سے منع کرتا ہے؟ ظاہر ہے کوئی تو ہے۔ وہ جو بھی ہے Intelligence Agencies سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر Foreign Minister *Sahib* ہوتے تو شاید جواب دیتے کہ کیا formally ہم نے take-up کیا ہے یا وہ خط جو

ہماری حکومت نے لکھا تھا فضل اللہ کو منانے کے لیے وہ reminder دیا گیا ہے؟ کیا فضل اللہ کو extradition کے لیے یا deportation کے لیے بلایا گیا ہے؟ کس کو پتا نہیں ہے کہ جب ہمارے جنرل نیازی صاحب باجوڑ کی سرحد پر شہید ہوئے تھے۔ کس نے شہید کیا تھا؟ اسی فضل اللہ نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا تھا کہ میں نے شہید کیا ہے۔ وہ ہمارے جنرل کو شہید کرتا ہے اور ہم اسی سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ مذاکرات کرے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان میں بھی تھوڑی sense prevail ہونی چاہیے پاکستان کی سلامتی کے لیے، پاکستان کی آنے والی نسل کے لیے خواہ وہ طالبان ہوں یا پاکستانی قوم ہو سب کو مل کر ایک لائحہ عمل طے کرنا چاہیے اور ان لوگوں کو آگے لانا چاہیے جو واقعی امن چاہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ 2004 میں جو agreement ہوا اس کی دھجیاں کیسے اڑائی گئیں۔ صوفی محمد کے ساتھ جو ہوا اس کی کیسے دھجیاں اڑائی گئیں۔ مجھے امید ہے کہ ان چیزوں پر بھی بات ہو گی۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بہت سے فون آئے اور میں حکومت سے request کروں گا کہ جو ہماری privatization کی پالیسی ہے، ٹھیک ہے Government کا فیصلہ ہے لیکن یہ بتایا جائے کہ privatize ہونے کے بعد employees کو کیا دیا جائے گا اور وہ families جو اپنی livelihoods loose کر جائیں گی ان کو آپ کس طرح accommodate کریں گے۔ تو اس پالیسی کو سینیٹ میں بتایا جائے تاکہ ہم ان لوگوں کو satisfy کر سکیں کہ جو privatization ہو رہی ہے۔ نمبر ایک، یہ transparent ہے۔ نمبر دو، کسی ایک individual کو نہیں جا رہی ہے۔ میری تجویز ہے کہ سینیٹ کے کچھ ممبران اور کچھ قومی اسمبلی کے ممبران اس کو monitor کریں تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ رہے اور غریب لوگوں کی روزی چھیننے کی بجائے ان کو روزی دینے کا بندوبست کیا جائے۔ اگر وہ privatize ہوتے ہیں تو میری دوبارہ یہ request ہو گی کہ سب سے پہلے ان لوگوں کی نوکری کو rehabilitate کرنے کے لیے ان کا جو plan ہے وہ پہلے دیا جائے۔ Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 11th February, 2014 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet on Tuesday, the 11th February, 2014 at 10:30 a.m.]